اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

10.01.75 ۱۸۲
[illegible] ۷

۱۸/۲

رفقاء محترم!

دعوت اور اعلانِ حق کا کام کرنیوالوں کو اپنے لیے نہیں مگر اپنے کام کی عزت کی خاطر بادشاہوں کی سی نظر اور کشورستانوں کا سا دماغ رکھنا چاہیے۔ جو لوگ خدا کے دروازہ کے سائل ہیں، دنیا میں کس کی ہستی ہے کہ وہ انہیں اپنے سامنے سائل دیکھ سکے۔ ان کی جیب میں ایک کھوٹا سکہ بھی نہ ہو لیکن ان کے دل میں وہ خزینہ مخفی ہے جس سے بڑے بڑے مغرور شہنشاہوں کو خریدا جا سکتا ہے۔

(مولانا ابوالکلام آزاد)

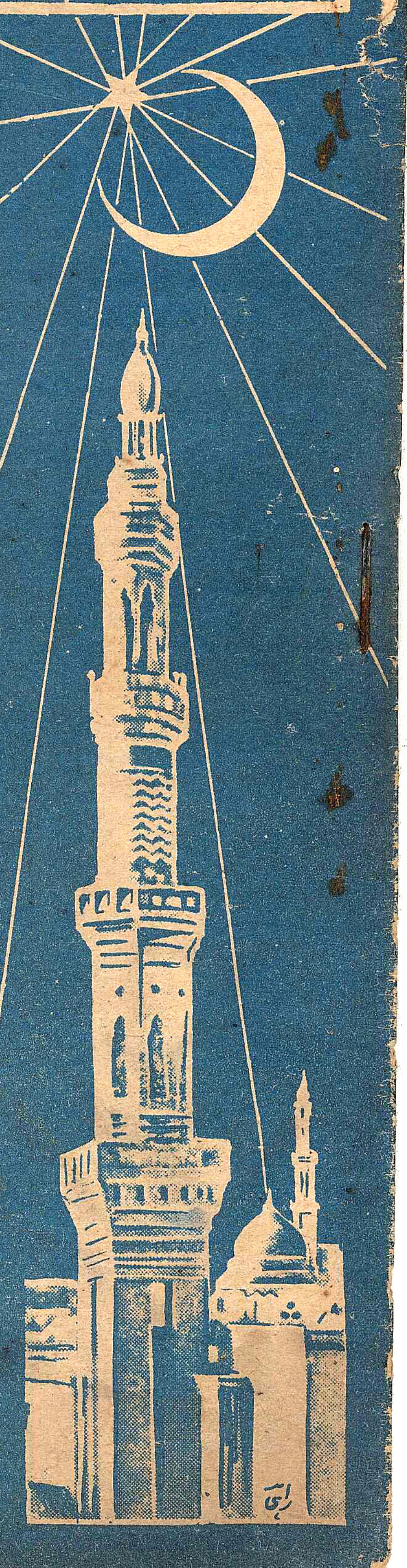

نعت

احسان یہ مجھ پر مرے سرکار کیا جائے
خوابیدہ مقدر مرا بیدار کیا جائے

جس طرح بھی ہو واقفِ اسرار کیا جائے
دل کو مرے اب مرکزِ انوار کیا جائے

صدقے سے توجہ کی ہر اک بات ہے ممکن
اونچے سے بھی اونچا مرا کردار کیا جائے

آلودگیٔ دہر سے دل پاک ہو یکسر
یوں عشق ترا احمدِ مختار کیا جائے

سنگِ درِ محبوب کو سجدوں سے سجا کر
اے نقشِ جبیں پھر ترا دیدار کیا جائے

شاید کہ اسی سے ہو رسائی ترے در تک
ہر لحظہ درِ یار درِ یار کیا جائے

اب ملّتِ بیضا ہے ہلاکت کے کنارے
درخواست ہے اقدار کو ہموار کیا جائے

یہ خود بھی جئیں اور یہ جینے دیں ہمیں بھی
ان لوٹنے والوں کو طرح دار کیا جائے

جو ملک کو بربادیٔ عصمت سے بچا لے
پیدا یہاں ایسا دُرِ شہوار کیا جائے

جو صاحبِ اقدار بھی ناسورِ وطن ہیں
رُسوا انہیں لا کر سرِ بازار کیا جائے

شفیق کوٹی
۱۹۔ چیمبرلین روڈ لاہور

نذرانہ

جب سے درخواستی کو دیکھا ہے
دل میں اک روشنی کو دیکھا ہے

ناز مَیں کیوں کروں نہ قسمت پر
اِک خُدا کے ولی کو دیکھا ہے

دوستو، اُس کا خُلق کیا دیکھا
اُس میں خُلقِ نبیؐ کو دیکھا ہے

بادشہ جس کی خاکِ پا بھی نہیں
اس فقیرِ غنی کو دیکھا ہے

اُس کو دیکھا تو یوں ہُوا محسوس
حاصلِ زندگی کو دیکھا ہے!

سادہ سادہ سی اس کی باتوں میں
صدق کو راستی کو دیکھا ہے

جو ز سر تا قدم ہے پیار ہی پیار
ہم نے اس آدمی کو دیکھا ہے

اس کے چہرے پہ نور ہے ایسا
چاند کی روشنی کو دیکھا ہے؟

حق زباں پر ہے، جاں ہتیلی پر
عشق کی سادگی کو دیکھا ہے

اس کو دیکھا تو مَیں ایسا سمجھا
آج کے بُوعلیؒ[۱] کو دیکھا ہے

سیّد امین گیلانی
شیخوپورہ

[۱] بُوعلی قلندر

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲

جمعۃ المبارک ۱۰ جنوری ۱۹۷۵ء

سرپرست

مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ

اکرام القادری

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر احمد حسین کمال
مولانا سعید احمد رائے پوری
سیّد مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ ـــــ ۳۸ روپے
ششماہی ـــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ـــــ ۹/۵۰

فی پرچہ

۷۵ پیسے

ادارئیہ

اکرام القادری

تازیانۂ عبرت

بنیادی وخلقی طور پر کمزور وناتواں انسان جب مادیت کی پُرپیچ اور گم گشتہ راہوں میں سرگرداں ہو کر خدائے واحد و قہار سے تمرّد وسرکشی پر اُتر آتا ہے تو وہ حلیم و قدیر ذات مختلف شکلوں میں اسباب کی راہ سے ہٹ کر اپنی قدرت کاملہ کا واقعاتی و مرئی ثبوت فراہم کر کے مادیت کی ناپائیدار روشنیوں اور اسباب کی عارضی چکا چوند کے گہرے سمندر میں غرق انسان کو جھنجھوڑتی رہتی ہے۔ رب السموات والارض کی یہ سنت و عادت ہر دَور میں جاری رہی اور آج بھی جاری ہے۔

قوم نوح، قوم لُوط، قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین اور دیگر اقوام و امم سابقہ کے واقعات وحالات سے قرآن وحدیث اور تاریخ کے اوراق بھرے ہوتے ہیں۔

کسی کو پانی کی بے رحم لہروں نے آدبوچا، تو کوئی سنگ باری سے چکنا چور۔ کسی کو ہوا کے تند و تیز تھپیڑوں نے ابدی نیند سلا دیا تو کسی کو خدائی عذاب کی چیخ اور کڑک نے موت کی آغوش میں دھکیل دیا۔ حتیٰ کہ بعض متمرد و طاغی قوموں کو آسمان کی بلندیوں پر لے جا کر نیچے پھینک دیا۔ الحفیظ والامان!!

یہ قومیں کوئی معمولی قومیں نہ تھیں، بلکہ اپنے دور کی متمدن، ترقی یافتہ اور روشن خیال قومیں تھیں۔ ان کی ایجادات واختراعات آج بھی زمین کا سینہ چیر کر برآمد کی جا رہی ہیں۔ ان قوموں نے پہاڑوں کے سینے شق کیے۔ سمندروں کو روندا، زمین کی پہنائیوں کو ناپا اور آسمان پر کمندیں ڈالیں، مگر رب المشرقین اور اپنے پالنہار کو نسیاً منسیا کر دیا۔ بالآخر خدائے لم یزل نے پکڑا اور اپنی شان کے مطابق پکڑا۔ ان بطش ربک لشدید۔

آج من حیث المجموع مسلمان قوم جس ڈگر پر چل رہی ہے وہ انہی مغضوب و معتوب قوموں کی ڈگر ہے۔ وہ تمام اخلاقی بُرائیاں جو اقوام سابقہ میں فرداً فرداً تھیں۔ سب کی سب مسلمان قوم میں جمع ہو گئیں۔ جھوٹ بولنا، کم تولنا، دھوکہ دینا، فریب کرنا اور لوٹ کھسوٹ، روز مرہ ہے۔ معصیت پر ندامت و پشیمانی کی بجائے اترانا ایک عام بات ہے۔ بڑوں کا احترام، چھوٹوں پہ شفقت کا نام ونشان نہیں۔ خدا اور رسول کے فرامین وارشادات کو مجذوب کی بڑ اور دیوانے کا خواب سمجھا جاتا ہے۔ سیاسیات میں عالم یہ ہے کہ جھوٹی سے جھوٹی اور غلط سے غلط بات اپنے سیاسی حریف کی طرف منسوب کرنے میں شرم محسوس نہیں کی جاتی۔ کردار کشی اور قتل سیرت کی ایک باقاعدہ مہم ہے جسے زیرکی و فراست کا نام دے کر سر کیا جا رہا ہے۔ مستزاد یہ کہ ایک لمحے کے لیے بھی خیال نہیں آتا کہ ہم کس ہولناک اور دھماکہ خیز راہ پر گامزن ہیں۔

وقتاً فوقتاً خدائے حلیم و بردبار اس تباہ کن گراں خوابی سے بیدار کرنے کی صورتیں پیدا کرتے ہیں۔ گذشتہ برس کے محشر خیز سیلاب کی بربادیوں کے مناظر ابھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہوئے تھے کہ خدائے تواب نے ایک مرتبہ پھر زلزلے کی صورت میں قیامتِ صغریٰ برپا کر کے ہمیں جھنجوڑا ہے۔ انسانی لاشوں کے انبار اور مکانوں کے ڈھیر ہمارے لیے تازیانہ عبرت ہیں۔ آن کی آن میں ہزارہ و سوات کی متعدد بستیوں کا پیوند زمیں ہو جانا اور چھ سات ہزار جیتے جاگتے ہنستے کھیلتے انسانوں کا چشم زدن میں ابدی نیند سو جانا کوئی معمولی

بات نہیں۔ یہ زلزلہ غفلت و لاپرواہی سے سرشار انسانوں کے لیے اپنے اندر صد ہزار عبرتیں رکھتا ہے لیکن دیدۂ عبرت نگاہ چاہیے۔

اس حادثۂ فاجعہ میں ہلاک ہونے سے زیادہ بچ جانے والے زندگی کے بدترین لمحات سے دوچار ہیں، نوجوان، بوڑھے، بچے اور عورتیں سخت سردی میں، بلکہ برف باری میں کھلے آسمان کے نیچے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا سسکیاں لے رہے ہیں وہ انسانی ہمدردی کے بے پناہ مستحق ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنے تمام وسائل بروئے کار لاکر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی بروقت اور زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔

اس سلسلے میں ضروری ہے کہ سیاسی اور مذہبی جماعتیں، سماجی انجمنیں، فلاحی ادارے اور متمول حضرات بھرپور کوشش کریں۔ جمعیت علماء اسلام اور دیگر جماعتوں نے اپنی ٹیمیں اور ضروری سامان سوات وہزارہ کے آفت رسیدہ بھائیوں کو پہونچانا شروع کیا ہے۔ جو یقیناً لائق صد تحسین ہے۔ بعض جماعتیں ان موقعوں پر محض جماعتی انفرادیت قائم رکھنے کے لیے پروپیگنڈہ زیادہ کرتی ہیں اور کام کم۔ جماعتی ساکھ کا مسئلہ بہت اہم سہی، لیکن کم از کم ان موقعوں پر اس قسم کے سفلی جذبات سے احتراز کرنا چاہیے۔ جماعتی ساکھ قائم کرنے کے اور بہت سے موقعے ہوتے ہیں۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے تو حکومت پر یہ ذمہ داری سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے کیونکہ ملک کے تمام وسائل حکومت کے ہاتھ میں ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ صرف امداد کے اعلان اور رسمی بیان پر اکتفا نہ کرے، بلکہ بااعتماد اور دیانت دار متعدد افراد کی نگرانی میں یہ کام سرانجام دینا چاہیے۔ ورنہ ملکی وغیر ملکی امداد کا دس فی صد بھی ضرورت مندوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ سیلاب کے موقع پر اس قسم کا مشاہدہ عمل میں آچکا ہے۔ بعض درندہ صفت افسران اور اٹھائی گیرے ان مواقع کی تاڑ میں رہتے ہیں۔ یہ انسان نما بھیڑیے اپنے پیٹ کے جہنم کے لیے ان مواقع پر سالہا سال کا ایندھن فراہم کرلیتے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ ان پر کڑی نظر رکھے۔ حکومتی حلقوں میں اگر بااعتماد اور دیانت دار افراد عنقا ہیں تو اس سلسلے میں اپوزیشن سے تعاون حاصل کرنا عزت نفس کے خلاف نہیں۔

یہ مسئلہ مشترکہ انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔ حکومتی وغیر حکومتی جماعتوں کو اسے جماعتی ساکھ کا مسئلہ بناکر بچے کھچے انسانوں کو موت کے منہ میں نہیں دھکیلنا چاہیے۔

آخر میں ہم سعودی حکومت کے سربراہ جناب شاہ فیصل کے سپاس گذار ہیں کہ انہوں نے زلزلہ زدگان کی امداد کے لیے ایک کروڑ ڈالر کی خطیر رقم کا اعلان کیا ہے۔ خدا کرے یہ امداد مصیبت زدگان کے کام آتے۔

رامے صاحب پھر بولے

مسٹر بھٹو کے دورۂ پنجاب کی ناکامی کے بعد سے محترم رامے صاحب کچھ اس طرح بوکھلائے ہوئے ہیں کہ انہیں سب وشتم اور اول فول کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بھٹو صاحب کے دورۂ پنجاب کی ناکامی سے عبرت حاصل کی جاتی۔ دورے کی ناکامی کے اسباب ومحرکات معلوم کیے جاتے۔ اپنی حیثیت کا صحیح اندازہ کیا جاتا۔ رامے صاحب سوچتے کہ پنجاب کے عوام جو آج سے تین سال قبل بھٹو صاحب کی زلف گرہ گیر کے اسیر اور ان کے عشق میں پاگل ہوتے جاتے تھے۔ آج داغ مفارقت کیوں دے گئے۔ جو بھٹو صاحب کے دورے کی بھنک پاکر میلوں کا پیدل سفر کرتے تھے آج سڑکوں اور بسوں کی سہولت کے باوجود کیوں دیدار یار کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ رامے صاحب غور کرتے کہ پنجاب کے عوام جو کبھی فخر ایشیا قائد عوام کے جلسوں پر پھول نچھاور کرتے تھے آج پاپوش کیوں برساتے ہیں؟

ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ باتیں سوچنے غور کرنے اور سمجھنے کی تھیں، لیکن محترم رامے صاحب نے مثبت رُخ سے سوچنے کی بجائے منفی راہ کو ترجیح دی۔ عجیب منطق ہے "قصورِ عوام" کا اور سب وشتم اپوزیشن لیڈروں پر۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

رامے صاحب کوٹ لکھپت میں بیکو کے مزدوروں کو اپنی دانش وری اور خوش مذاقی کا یقین دلاتے ہوئے غزل سرا ہوتے :

"ولی خان اور اصغر خان مزدوروں کو گمراہ کررہے ہیں" "مفتی محمود اور مولانا نورانی سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹ ہیں" "لوگ ان کی عوام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے انہیں کبھی معاف نہیں کریں گے" "یہ لوگ بے نقاب ہوچکے ہیں اور خود ان کی عافیت اسی میں ہے کہ یہ اپنے بلوں میں واپس چلے جائیں" یہ ہے وہ مرصع غزل جس کا ہر مصرعہ رامے صاحب کی دانشوری اور بلند اخلاقی کی داد دے رہا ہے۔ رامے صاحب کی شستہ ورفتہ زبان کے اس مرقع سے متعلق ہم کیا عرض کرسکتے ہیں ؎ :

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہم نے رامے صاحب سے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب پھر گوش گذار کراتے ہیں کہ زبان ودہن کو نہ بگاڑیں۔ وہ ایاز ہیں، لیکن بھٹو صاحب کے حوصلے سے کام لیں۔ سیاسی حریف کس کے نہیں ہوتے۔ سٹ پٹلنے کی بجائے شریفانہ انداز گفتگو اختیار کریں۔ محترم گالیاں مسائل کا حل نہیں۔

جہاں تک عافیت اور بلوں میں واپس جانے کی بات ہے تو ہم عرض کریں گے کہ آپ سکورٹی فورس۔ پولیس اور دفعہ ایک سو چوالیس ۱۴۴ کے بلوں سے نکل کر عوام میں آئیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ عوام آپ کی مدارات کے لیے کس قدر بیتاب ہیں۔

اپوزیشن رہنماؤں کو ضرورت نہیں کہ وہ آپ سے حب الوطنی کی سند حاصل کریں۔ ان کی حب الوطنی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

باقی صـ۱۴ـ پر

مشرق ومغرب کی سیاست

مُرسلۂ
احمد حسین کمال

عالمی معیشت کا موجودہ بحران

عالمی صورتحال کئی اعتبار سے تشویش ناک ہوتی جارہی ہے۔ اور حالات پر غائر نظر ڈالنے سے یہ اندیشہ ابھرنے لگتا ہے کہ کسی وقت بھی یہ دنیا ایک خطرناک دھماکہ سے دوچار ہوسکتی ہے۔

معیشت کا سنگین بحران شدید تر ہوتا جارہا ہے۔

غذائی قلت کا بحران نمودار ہورہا ہے اس کے ساتھ افراطِ زر کا اقتصادی بحران بڑھ رہا ہے۔ اور اس کے عقب میں کساد بازاری کا خطرہ بڑھتا چلا آرہا ہے۔ درحقیقت یہ سب کچھ غیر متوقع نہیں تھا۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد، دنیا کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ یا تو کلی طور پر اس نظام کو ختم کردیا جاتا جس کے تضادات نے صرف تیس۳۰ سال کے اندر اندر دنیا کو دو خطرناک عالمی جنگوں کی تباہی سے دوچار کردیا تھا۔ یا پھر ان دو جنگوں کی تباہی بربادی سے بھی زیادہ ہولناک تباہی کا انتظار، اور دوسری عالمی جنگ کی فاتح سرمایہ دار طاقتوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ آج اس راستہ کے ہولناک نتائج کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوگئے ہیں۔

معیشت کا موجودہ بحران، اچانک نمودار نہیں ہوگیا ہے۔ اس کے بیج دوسری عالمی جنگ کے بعد ہی بونا شروع ہوگئے تھے۔

دوسری نموداری عالمی جنگ کا خاتمہ، جس بے رحمانہ، سنگدلانہ اور ظالمانہ تجربہ، یعنی جاپان کے دو شہروں پر ایٹمی طاقت کے استعمال سے عمل میں آیا۔ اس نے بجائے خود، جنگ کے خاتمہ کو امن کے لحاظ کے حصول سے دُور تر کردیا تھا۔

اور ٹھیک اس وقت سے ہی، بڑی طاقتوں نے اپنی اپنی جگہ بیشمار دولت، محنت وقت اور مہارت، ایٹم اور اس سے برتر طاقتوں کی وجہ اور تیاری میں صرف کرنا شروع کردی تھی۔

اس کا برا اثر، معیشتی پیداوار کے توازن پر پڑا۔ اور بجائے اس کے کہ غذا اور اشیار ضروری کی پیداوار، اقتصادی نظام کی بنیاد بنتے رہتے۔ ایٹمی قوّت کا حصول اور اس سے متعلقہ اشیار کی پیداوار انہیں مقصود بن گئے۔

معیار یہ قائم ہوگیا کہ کون، صنعت میں، مشینی صنعت میں، ایٹمی صنعت میں کتنا بڑھ گئے ہیں۔

غذائی اجناس کی پیداوار، حسبِ ضرورت بڑھانے کی بجائے یورینیم کی تلاش اور اس کے کھپت کے رسائل پر بہت زیادہ توجہ، مہارت اور دولت صرف کی جانے لگی۔

بے شک اس کوشش کا نتیجہ قمر نوردی اور خلا پیمائی کی صورت میں ضرور حاصل ہوا۔ لیکن حضرتِ انسان کی پہلی ضرورت، غذا، کی فراہمی کا مسئلہ، مؤخر ہوتا چلا گیا۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد ایشیاء اور افریقہ کی جو قومیں آزاد ہوگئیں۔ ان کی معیشت کو ہی، صنعتی ترقی کا سنہرا خواب دکھلا کر غذائی خود کفالت سے محروم بنا ڈالا گیا۔

کرنسی کا موجودہ نظام، جو امریکی ڈالر برطانوی پونڈ اور اسٹرلنگ، جرمنی فرانک اور جاپانی ینی وغیرہ کی شکل میں رائج ہے۔ اس کی اساس سراسر استحصالی نظریہ پر رکھی گئی تھی۔

چنانچہ، ترقی کے نام پر ان کرنسیوں کی ریل پیل عوامی دنیا میں جارہی۔ قرض و امداد کی صورت میں بے تحاشا ان کرنسیوں کی تعداد اور پھیلاؤ میں اضافہ کیا جاتا رہا اور ان سے حاصل ہونے والا منافع چند اجارہ دار ہاتھوں میں سمٹتا رہا۔

اس طرح بالآخر وہ وقت آگیا۔ جبکہ ان کرنسیوں کی ویلیو، قدر و قیمت، گرنا شروع ہوگئی۔

اب ان کرنسیوں کے سہارے، ایشیا، اور افریقہ کے جن ملکوں کے سکّے، مارکیٹ میں چل رہے تھے۔ ان سب پر بدبختی کے سائے منڈلانے لگے، اور یہ سکّے افراطِ زر کی لپیٹ میں آتے چلے گئے۔

دوسری عالمی جنگ نے، امریکہ اور یورپ کے بڑے ملکوں میں ایک ایسا گروہ پیدا کردیا تھا، جس کی زبردست کاروباری

منفعت، جنگی ساز و سامان کی تیاری سے وابستہ ہو چکی ہیں۔

جنگ کے آخری سالوں میں، جنگی ساز و سامان کی صنعت سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منفعت بخش صنعت بن چکی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی، اس صنعت کے اجارہ دار گروپ سیاسی اعتبار سے بھی بہت زیادہ طاقتور ہو گئے تھے۔

چنانچہ جنگ کے خاتمہ کے بعد بھی، اسی گروہ نے دنیا میں نزع و کشمکش کی ایسی فضا برقرار رکھنے کی کوشش جاری رکھی۔ جس کے نتیجہ میں، اس کا تیار کردہ جنگی ساز و سامان، ایشیاء افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں میں فروخت ہوتا رہے۔ اور اس سامان کی مانگ نہ صرف، جاری رہے، بلکہ اس مانگ میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا رہے۔

اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ، زرعی اجناس کی پیداوار، صنعتی پیداوار اور کرنسی کے مالیاتی نظام کے درمیان وہ توازن اور تال میل قریب قریب ختم ہو رہا ہے۔ جس سے معیشت کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔

لوہا انسان کی بنیادی ضرورت زرعی اجناس کی پیداوار میں خود کفالت اور اسکی بہتر تقسیم و ترسیل کو مربوط بناتا ہے۔

اسی بنیادی ضرورت کی طرف سے متواتر غفلت برتی گئی۔

ایک خلا کی پرواز پر اربہا روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ اسکا عشر عشیر بھی، انسان کی بنیادی ضروریات کی پیداوار اور تقسیم پر خرچ نہیں کیا جاتا۔

یہی صورتحال جنگی ساز و سامان کی تیاری پر خرچ کی ہے۔ اس وقت دنیا کی معیشت چار حصوں میں تقسیم ہے

۱۔ سرمایہ دار ملکوں کی معیشت جسکا زیادہ تر انحصار اب تیل کی توانائی پر قائم ہے۔

۲۔ ایشیاء، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ترقی پذیر ممالک جن کی معیشت، جو سرمایہ دار ملکوں کی لوٹ کھسوٹ کی بدولت اور غلط منصوبہ بندیوں کے نتیجہ میں ڈانواں ڈول ہے۔

۳۔ سوشلسٹ ملکوں کی معیشت، جو اپنے سخت گیر معاشی نظام کی وجہ سے ابھی تک افراطِ زر، غذائی عدم کفالت اور تیل کے بحرانوں سے محفوظ ہے۔ لیکن تابکے، عالمی حالات کے اثرات سے، کیا وہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہ سکیگی؟

۴۔ تیل پیدا کرنے والے ملکوں کی معیشت جس کا تمام تر انحصار تیل کی پیداوار اور اس کی فروخت پر ہے۔

اِس صورتحال کو بالفاظِ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ــــ

ــ سرمایہ دار ملکوں کی معیشت، ان کے نظام کرنسی اور سونے کے ذخائر پر ہے۔

ــ ترقی پذیر اور نو آزاد ملکوں کی معیشت ان کے خام مال، اجناس، زرعی اور افرادی قوت پر ہے

شوسلسٹ ملکوں کی معیشت

محنت، تنظیم اور وسائل پر ہے۔

ــ اور تیل پیدا کرنے والے ممالک کی معیشت تیل کے معدنی ذخائر پر ہے۔

اِس کا واضح مطلب یہ ہے کہ سرمایہ دار ملکوں کا نظام کرنسی، ترقی پذیر ملکوں اور تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے خام مال و تیل کے وسائل کی اجارہ داری پر چلتا رہا ہے

اور اب کرنسی کی بہتات نے انھیں افراطِ زر کی جس شکل میں گرفتار کر ڈالا ہے، اس کا کوئی علاج نظر نہیں آ رہا۔

وہ غالباً آخری سنبھالے کے طور پر اپنے سونے کے ذخائر کی قیمتوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

لیکن اس طرح تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہو جانا ناگزیر ہے۔

تو اس دلدل سے نکلنے کا آخری چارہ کار کیا ہے!

اِس صدی میں دو مرتبہ سرمایہ دار ملکوں کو سخت ترین معیشتی بحران سے سابقہ پڑا ہے۔

پہلا بحران ۱۹۰۶ء میں شروع ہوا مختلف تدبیروں سے اسے ٹالنے کی کوشش کی جاتی رہی، لیکن آخر کار، ۱۹۱۴ء میں ایک عالمی جنگ چھیڑ کر حالات کا رُخ تبدیل تبدیل کیا گیا۔

لیکن پہلی عالمی جنگ کے خاتمہ کے چند سالوں بعد ہی پھر، سرمایہ دار دنیا کو معیشتی بحران نے آ گھیرا ۱۹۳۰ء میں، پوری مغربی دنیا، شدید کساد بازاری کا شکار ہو گئی۔ امریکہ تک میں بینک بند ہونے لگے۔

اِس صورتحال پر قابو پانے کے بہت سے جتن کیے گئے۔ لیکن بات نہیں بن سکی۔ اور پھر ایک اور جنگ میں دنیا کو دھکیل دیا گیا۔

۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۶ء دنیا پر جنگ کی تباہ کاریاں گزرتی رہیں۔

اِس کے باوجود، سرمایہ دار دنیا نے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ شاید اس لیے کہ دونوں عالمی جنگوں میں، ان ملکوں نے، ایشیائی اور افریقی غلام ملکوں کے وسائل اِستعمال کیے۔

دوسری عالمی جنگ کے خاتمہ کے بعد پہلے سے بھی زیادہ زور شور سے سرمایہ دارانہ اجارہ داری کا دَور دَورہ شروع کر دیا گیا، اور پھر اس پوری دنیا کا اقتصادی، معیشتی توازن ڈانواں ڈول کر ڈالا گیا۔

اب جن شدید بحرانوں نے سر اٹھایا ہے کیا سرمایہ دار دنیا، تیسری عالمی جنگ چھیڑ کر اس پر قابو پانے کی کوشش کرے گی۔

مگر آج کے حالات سابقہ دو عالمی جنگوں کے وقت کے حالات سے بہت مختلف ہیں۔

جنگ چھیڑ کر، سرمایہ دار دنیا کا خود کو بچا لینا، ممکن نظر نہیں آ رہا۔

ایشیائی، افریقی اور لاطینی ممالک اب سرمایہ دار دنیا کے بندۂ بے دام نہیں ہیں۔

باقی ـــ

علامہ خالد محمود - برمنگھم

تہذیبی وراثت

جس قوم کا تہذیبی ورثہ لُٹ جائے اور حال ماضی سے کٹ جائے، وہ قوم گو نام سے باقی رہے مگر حقیقت میں اس کی نبضیں خاموش ہوتی ہیں۔ وہ کسی دوسری قوم کے قالب میں جلوہ گر ہو تو یہ زندگی کی علامت نہیں۔ اپنی اصل کے لحاظ سے موت کی آغوش میں ہے۔

اسلام اگر ایک زندہ مذہب ہے تو تاریخِ اسلام کے ہر دَور میں اس کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ زندگی تسلسل کے بغیر زندگی نہیں اور اس کے تمام دور آپس میں زنجیر کی کڑیوں کی طرح مربوط و منتظم ہونے چاہئیں۔ اسلام، تاریخ کے مختلف دوروں میں خواہ کسی پیمانے میں رہا اور ناسازگار حالات میں سے اسے کیسے کیوں نہ گذرنا پڑا، اسلام کی شاہراہِ حیات ہر دَور میں موجُود رہی۔ اور اس پر کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ اس کی اساسی حیثیت کلیتہً مٹ چکی ہو اور آیندہ پھر نئے سرے سے طلوعِ اسلام ہو۔

اسلام کی چودہ صدیوں میں ہر صدی میں کچھ ایسے لوگ اُبھرتے رہے جنہوں نے اسلام کے اصُول عقائد اور اساسِ اعمال کو ہر قیمت پر زندہ رکھا، اور اس کی تاریخ کوئی ایسا دور نہیں آیا جب قرآن کی تعبیر اور اسلام کی تصویر تماماً تحریف کی نذر ہو چکی ہوں، ورنہ اسلام ایک زندہ مذہب نہیں رہتا، پھر یہ ایک مجموعہ دساتیر ہے، زندگی کا تسلسل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں ایسے افراد پیدا کیے جن کی زندگی اظہارِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے وقف رہی۔ نا مساعد حالات اور الحاد کی لہریں انہیں ایک انچ بھی شاہراہِ عظیم سے نہ ہٹا سکیں۔ یہ پاک شخصیتیں گو علی الانفراد معصوم نہیں، مگر اُن کا مجموعی موقف ضرور معصُوم رہا ہے۔ یہی اسباب کی وہ دنیا ہے جس کے ذریعے دین کی ابدی حفاظت ہوئی اور رب العزت کا یہ وعدہ پورا ہوا آیا:

انا نحن نزلنا الذکر و
انا لہٗ لحافظون ۝

بے شک ہم نے ہی قرآن اُتارا ہے
اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں
(سُورۃ الحجر)

قرآنِ کریم نظم و معنی کے مجموعہ کا نام ہے، جہاں الفاظ کا یہ نظم نہیں وہ قرآن نہیں، یہی وجہ ہے کہ محض ترجمہ قرآن کو قرآن نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ وہاں الفاظ کی وہ نشست اور ترتیب نہیں رہی۔ اسی طرح اگر معانی کی تعبیر غلط ہو تو بھی قرآن محفوظ نہیں رہتا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کی صحیح مُرادات بتلانے والا طبقہ ہر دور میں موجُود رہا۔ پس قرآن پاک کی وہی تعبیر صحیح ہے جس کا حال اس کے ماضی سے منقطع نہ ہو، اور ہم صرف اسی تعبیر کو اختیار کر سکتے ہیں جو اسلام کے اسنادی پہلو سے کہیں نہ ٹکرائے۔ اسلام کے تسلسلِ حیات اور حفظِ دین کی خصوصیّت اس کا اسنادی پہلو ہے اور تاریخ کے ہر موڑ پر اسے تھامے رہنا اسلام کا ایک معجزہ ہے۔ اسباب کی دنیا میں اس کا باعث وہ علماء ربانی رہے ہیں جو آج سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک زنجیر کی کڑیوں کی طرح مربُوط ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد کوئی طبقہ بحیثیت طبقہ کے مقدس نہیں کہ پورے طبقہ کو پاک باطن اور بلا استثناء عدول کہا جائے لیکن پھر بھی اس امت کا کوئی قرن مصلحوں، ہادیوں، مجدّدوں اور مقدسین سے خالی نہیں رہا اور ائمۂ علوم ائمۂ ہدایت اور ائمۂ کمالات ظاہر و باطن کی کسی دَور میں نفی نہیں ہوئی۔ ان وارثانِ نبوت میں کوئی طبقہ نسبتِ ایمان و احسان کا محافظ رہا۔ کوئی نسبتِ احسان و عرفان کا، کوئی الفاظ قرآن کا اور کوئی سنتِ صاحبِ قرآن کا اور یہ سب طبقے اپنے عصری تقاضوں کے ساتھ تاقیامت باقی رہیں گے۔ یہی اسلام کی زندگی ہے اور یہی اسلام کا تسلسل ہے۔

قرآن کریم کی ابدی حفاظت کا دائرہ الفاظِ کتاب اور مطالب کتاب ہر دو کو محیط ہے۔ جس طرح اس کے نقوُشِ کتابیہ ہر تحریفِ لفظی سے محفوظ ہیں، اس کے معنی و مطالب بھی ہر تحریفِ معنوی سے مصئون ہیں۔ الفاظ اور معانی و مطالب دونوں کی حفاظت ہوتی چلی آتی ہے۔

قرآن کی اس ابدی حفاظت کا خود ربّ العزت نے تکفل فرمایا اور اس کے لیے جو اسباب پیش کیے وہ امت کے اہلِ حق کے ذریعہ اس کے طرق حفاظت ہیں۔ جب بھی اسلام کے خلاف کفر و الحاد کی آندھی چلی رب العزّت نے اس امت کے بہترین نفوس اس کے مقابلے میں کھڑے کر دیے۔ ہر بزرگ نے اپنے مناسبِ حال کسی نہ کسی مورچے کو سنبھالا اور لیسے

پڑے مسلمانوں کا ایک قافلہ ہر دور میں باطل سے نبرد آزما رہا ہے۔ افراد کا کسی جزئی مسئلے میں کوئی اختلاف ہو تو ہو، لیکن انکی مجموعی کوششیں ہمیشہ معصوم رہی ہیں۔ یہ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپؐ کا دین تاریخ کے ہر دور میں زندہ ہے۔ دسویں صدی ہجری کے مشہور فاضل علامہ حسن شرنبلالی (صاحب نور الایضاح) اپنے رسالہ "النفعۃ القدسیہ" میں لکھتے ہیں:

امرنا بحفظ النظم والمعنی
جمیعا فانہ دلالۃ علی النبوۃ
(ص۳۱)

ہم لوگ قرآن کے الفاظ و معنی دونوں کی حفاظت پر مامور ہیں اور یہی نبوۃ کا معجزہ ہے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن القدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یحمل ھذا العلم من
کل خلف عدولہ ینفون
عنہ تحریف الغالین و
انتحال المبطلین و
تاویل الجاھلین۔
(کتاب المدخل)

اس علم کو ہر صحیح جانشین سے آگے ثقہ لوگ لیتے رہیں گے۔ وہ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹوں کی من گھڑت باتوں اور جاہلوں کی تاویل کو ہمیشہ دُور کرتے رہیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

ان منکم من یقاتل علی
تاویل القرآن کما قاتلت
علی تنزیلہ۔

بے شک تم میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو قرآنی مرادات کے لیے بھی اسی طرح جہاد کریں گے جیسے تنزیلِ قرآن پر میں جہاد کرتا رہا ہوں۔

(او کما قال رواہ احمد والطحاوی)

اس روایت میں الفاظ قرآن کی طرح مرادات قرآن کے تحفظ کی بھی خبر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ امت کے ذریعہ قرآن پاک کی ہر لفظی اور معنوی تحریف سے پوری طرح حفاظت رہے گی۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

لن یبرح ھذا الدین
قائماً یقاتل علیہ عصابۃ
من المسلمین حتی
تقوم الساعۃ۔

یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے لیے مسلمانوں کا ایک طبقہ برابر لڑتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوتے یہ حدیث روایت کی۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لا تزال
طائفۃ من امتی قائمۃ بامر
اللہ لایضرھم من خذلھم
او خالفھم حتی یاتی امر
اللہ وھم ظاھرون علی
الناس (صحیح مسلم ص۱۴۳/۲)

میری امت کا ایک طبقہ امرِ الٰہی پر قائم رہے گا۔ جو انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کی مخالفت کریں گے وہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ طبقہ لوگوں پر ظاہر رہے گا۔

فطرت سلیمہ کے خلاف چلنے اور حق سے ٹکرانے والے اگر قیامت تک رہیں گے تو ایسے مسلمانوں کا بھی ایک طبقہ ضرور رہے گا جو اپنے مالک کی وفاداری اور اطاعت میں اس کے رحم و کرم اور رضوان غفران کا مظہر ہوں۔

ولا یزالون مختلفین ۵ الا
من رحم ربلک
ولذالک خلقھم ط
(پ ۱۲۔ سُورہ ہُود)

اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے، مگر جس پر تیرا پروردگار رحم کرے اور اسی لیے ان کو پیدا کیا ہے ؎

درخانہ از کفر ناگزیر است
دوزخ کرا بسوز گر بولہب نہ باشد

قرآن پاک نے اس مقام پر ایک ایسے ہی طبقے کی نشان دہی کی ہے جو رحم و کرم کا مظہر ہو کر قیامت تک دینِ فطرت کا ساتھ دے گا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بتلایا کہ آپ کی امت گمراہی کے کئی حصوں میں بٹ جائے گی تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ایک طبقہ جو میری سنت اور میری جماعت کے مطابق ہو گا وہ حق پر ہو گا۔ اور وہی راہِ نجات ہو گی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حق پر قائم رہنے والا طبقہ بھی قیامت تک باقی رہے گا اور کوئی آندھی حق کے درخت کو اپنی جڑ سے نہ اکھاڑ سکے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اعلانِ داخلہ

مدرسہ جامعہ فضلیہ، عالی مسجد ملتان روڈ لاہور میں درسِ نظامیہ (بمطابق جامعہ اشرفیہ لاہور) داخلہ جاری ہے — جامعہ میں سابقہ مدرسین کے علاوہ مولانا محمد دین صاحب (فاضل دیوبند) بھی پڑھا رہے ہیں۔ جامعہ طلباء کے قیام و طعام وغیرہ کا ذمہ دار ہے۔ شائقینِ علومِ دینیہ رجوع کریں۔

صدر جامعہ (مولانا) محمد صادق لاہور

تاریخ کے آئینہ میں

عظیم محسن حضرۃ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا زاھد الحسینی

قسط (۲)

آپ کا ترجمہ کس حد تک اور اصول تفسیر و ترجمہ کے مطابق ہے۔ اس پر تفصیلی کلام تو پھر کیا جائیگا۔ مگر اس وقت بقدرِ استشہاد کے عرض ہے کہ شاہ صاحب نے الفوز الکبیر میں جن علوم اور قواعد کو قرآن فہمی کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ اپنے ترجمہ میں ان سب کا بدرجہ اتم لحاظ فرمایا ہے۔ اس کا اظہار اور اعتراف یوں فرماتے ہیں۔

"اس بندۂ ضعیف پر خداوند تعالیٰ کی بیشمار نعمتیں ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ عظیم الشان نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھکو قرآن مجید سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اس کمترین اُمّت پر بہت ہیں۔ جن میں سب سے بڑا احسان قرآن مجید کی تبلیغ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تلقین، قرنِ اوّل کو فرمائی اور انھوں قرنِ ثانی تک پہنچائی۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ ہو کر اس خاکسار کو بھی اس کی رِوایت اور دِرایت کا حصّہ ملا۔

اَللّٰھم صلی علی ھذا النبی الکریم
سیّدنا و مولانا و شفیعنا افضل
صلواتک و ایمن برکاتک وعلی،
آلہٖ ورحماءِ وعلماءِ امتہٖ
اَجمَعِین برَحمتک یاارحم الرّاحمین

فائدہ ضروریہ: حضرت شاہ صاحب نے اس اعلان تحدیث بالنعمۃ میں دو کلمے ارشاد فرمائے ہیں۔ روایت اور درایت گویا یہ ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کی ساری تحقیق اور تدقیق اتباع کے عنوان سے ہے۔ ابتداع نہیں۔ اس اجمال کی ذرا تشریح کی جاتی ہے۔

اِسلام میں سند اور نسب کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ اس لیے قرآن مجید احادیث نبویّہ۔ بلکہ تمام علوم نبوّت کے لیے سند کا ہونا ضروری ہے اور اسی کا نام روایت رکھا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب قدس سرّہٗ العزیز نے تلاوت قرآن مجید کو بھی باروایت حاصل کرنے کا شرف حاصل فرمایا ہے۔ آپ کی سند تلاوت قرآن مجید کی مندرجہ ذیل ہے،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابوعبدالرحمٰن۔ زر بن حبیش۔ عبید بن حبیب عاصم۔ حفص۔ عبید بن صباح۔ احمد بن سہل۔ علی بن محمد الہاشمی۔ طاہر بن غلبون۔ ابوعمر الدانی۔ سلیمان نجاح۔ امام ابوالحسن۔ احمد بن علی۔ القاسم بن احمد المرفق۔ سلیمان بن فزارہ۔ عبداللہ الحسین بن سلیمان۔ محمد بن علی الجزای۔ برہان القلقلی۔ شیخ الاسلام ذکریا۔ الشیخ ابونصر الطبلادی۔۔۔ الشیخ السجادۃ الیمنی۔ الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی۔۔۔۔ الشیخ البقری۔ الشیخ عبدالخالق۔ شیخ القرار جدّہ و ولی حاجی محمد فاضل السندی م ۱۱۵۴ھ الامام ولی اللہؒ۔

غرضیکہ قرآن وحدیث اور تمام منقولات جو آپ تک پہنچے ہیں۔ وہ خود دریافت نہیں۔ بلکہ بالسند المتصل ہیں۔ اسی طرح درایت میں بھی آپ متبع سلف ہیں۔ درایت سے مراد آسان الفاظ میں شریعتِ محمدیہؐ کی وہ حکمت ہے۔ جس سے شریعتِ محمدیہؐ کا سارا نظام دارین کی سعادت کا کفیل نظر آتا ہے۔ آسان لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ احکام شریعت (اوامر اور نواہی) صرف آزمائش کے طور پر نہیں بلکہ ان کے اثرات جن کو جزاء کا نام دیا جاتا ہے۔ دارین عامل کے لیے اثر انگیز ہیں۔ جیسا کہ محدّث کبیر علامہ انور شاہؒ نے فرمایا۔

؎ آں را جزا گفتہ آں عین عمل است

اور خود سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر ارشادات میں اوامر اور نواہی کے اثرات دنیاویہ کو واضح طور پر بھی بیان فرمایا ہے۔ جس کے آپ ہی کے ایک ارشاد کا معنیٰ یہ ہے کہ عادل اور منصف حکمران کے عادلانہ فیصلوں سے زمین میں وہ برکات پیدا ہوجاتی ہیں جو چالیس رات متواتر بارش (خطّہ عرب میں) سے پیدا نہیں ہوسکتیں۔ اسی طرح آپ نے نواہی کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا! جب لوگ وراثت شرعی طور پر تقسیم نہ کریں گے تو ان میں قتل رواج پذیر ہوجائیگا۔ احادیث میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرّہٗ العزیز کے ہاں درایت کا وہی مطلب ہے۔ جو صاحب ھدائیہ کے ہاں درایۃ کا علامہ طحاوی کے ہاں من جہۃ النظر کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے جزاء اعمال کو دارین کی زندگی پر اثر انداز بنانے کے لیے مستقل تصانیف کیں۔ جن میں حجۃ اللہ البالغہ، کو معدوم النظیر کہا

جا سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب حجۃ اللہ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

" بعض دفعہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ احکام شرعیہ — کسی مصلحت کے بغیر ہیں اور اعمال اور ان کی جزا میں کوئی مناسبت اور ربط نہیں۔ احکام شرعیہ (اوامر اور نواہی) کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ کوئی مولی اپنے غلام کو یا آقا اپنے ملازم کو محض آزمانے کے لیے کوئی حکم دے۔ مثلاً اس کو بلا فائدہ یوں کہہ دے کہ اس پودے کو ہاتھ لگا یا یہ پتھر یہاں سے ہٹا دے۔ یہ کہنے سے اس کا کوئی مطلب نہ ہو، صرف یہ ہو کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ ملازم اسکا فرمان بردار ہے یا نافرمان ہے۔

آگے چل کر جناب شاہ صاحب اس پر یوں تنقید فرماتے ہیں کہ :-

" یہ ظن فاسد ہے جسکی تکذیب سنّت اور خیر القرون کے علماء کا اجماع کر رہا ہے "

حضرت شاہ صاحب کی تمام تصانیف تقریباً اسی مرکز کے ادر گرد گھومتی ہیں۔ جن خوش بختوں کو حضرت شاہ صاحب کی تصانیف کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ اس کی تصدیق کرے گا۔

ضروری تنبیہ

درایت کے تعیّن میں اور اس کی تشخیص میں اکثر اوقات یہ ہو جاتا ہے۔ کہ شریعت مطہرہ کے کسی حکم یا کسی حکمت کی تعبیر اس پر کی جائے جو قرون مشہود لہا بالخیر کے خلاف ہو جیسا کہ الف ثانی کے بعد عموماً اور زوال مملکت اسلامیہ کے بعد خصوصاً جبکہ الدین القیم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تو بزعم خود محققیّن نے اسلامی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا اس لیے اس خطرہ کو دور فرماتے ہوئے حضرت شاہ صاحب نے اعلان فرمایا!

" خوب غور سے سن لو میں ہر اس قول سے بری الذمہ ہوں۔ جو قرآن مجید کی آیت کے خلاف نظر آئے یا امام انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف ہو اور اجماع قرون مشہود لہا بالخیر کے خلاف ہو جس کو مجتہدین عظام نے فرمایا یا مسلمانان عالم کے سواد کثیر نے اس کو پسند فرمایا ہو۔ اگر کوئی بات ان ینابیع حکمت اسلامیہ اور شریعت محمدیہ کے خلاف نظر آئے تو وہ خطا ہو گی غلطی ہو گی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرما دے جو مجھے ایسی اونگھ سے جگا دے یا مجھے اس غفلت سے خبردار کر دے۔

الغرض حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے ہاں تعلیمات اسلامیہ کی حکمت اور اس کی تشریح کلیتہً تقلیدی ہے۔ حتیٰ کہ شاہ صاحب کے ہاں تفسیر کے سلسلے میں لغت عرب کو بھی ثانوی مقام حاصل ہے۔ جیسا کہ آپ الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں۔

عالم کو چاہیئے کہ وہ آیات کے مفہوم کو تلاش کرے اور اسی کو اپنا مذہب قرار دے خواہ اس کے مذہب (اپنے عندیہ) کے موافق ہو یا مخالف۔ لیکن لغت قرآنی کو عرب اول کے استعمالات سے لینا چاہیئے اور صحابہ رضی و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار پر کلّی اعتماد کرنا چاہیئے۔ اور قرآن شریف کے نحو میں ایک عجیب فساد پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ ایک جماعت مفسرین نے مذہب سیبویہ اختیار کیا ہے۔ اس لیے کلام اللہ میں جو طرز استعمال ان کو اس کے مذہب کے خلاف ملتا ہے اس کی تاویل کرتے ہیں۔ خواہ تاویل بعید ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ بات میرے نزدیک صحیح نہیں ص۸۹

نوٹ: برصغیر کے بے دینوں اور ملحدوں نے قرآن مجید کی تحریف معنوی میں زیادہ طور پر لغت کا سہارا لیا ہے۔ جس کی مثالیں پرویزیت میں بکثرت موجود ہیں۔ (ہداہ اللہ)

شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے تنبیہ فرما کر مسلمانوں، متفکرین اسلام، مفسرین قرآن اور متحدثین کی غلط روش سے خبردار رہنے کی تلقین فرما دی ہے۔ جیسا کہ پاکستان کے مفکر اسلام ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے۔

" بس یہ جان لیجیے کہ میں پچھلے زمانہ کے ائمہ حدیث و فقہ و تفسیر ہی سے استفادہ کرتا ہوں اور ان کا پورا ادب ملحوظ رکھتا ہوں۔ مگر کسی کی بات بھی صرف اس بنا پر نہیں مان لیتا کہ فلاں بڑے شخص نے کہی ہے۔ بلکہ خود بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور اپنے دماغ سے سوچتا ہوں۔ اور جو بات مجھے تحقیق سے معلوم ہوتی ہے اسے مانتا ہوں اور جو غلط معلوم ہوتی ہے۔ اسے چھوڑ دیتا ہوں " (مکاتیب زنداں ص۸۹ و دیگر کتب)

جناب مودودی صاحب کی آنکھ اور دماغ نے پچھلے زمانہ کے ائمہ حدیث و فقہ و تفسیر کے سارے ذخیرہ کو کیا سند عطا کی ہے وہ بھی ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ کے لیے درج کرتا ہوں جناب مودودی صاحب نے فرمایا!

" میں نے تفسیر قرآن مجید اور شرح حدیث اور فقہ کی پرانی کتابوں کو بھی پڑھا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جدید زمانے کے علوم پڑھنے والے لوگوں کے ذہن میں شکوک و شبہات کے جو کانٹے چبھے ہوئے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ ان کتابوں میں ان کو نکال دینے کا کوئی سامان نہیں بلکہ ان میں قدم قدم پر وہ چیزیں ملتی ہیں جو نئے تعلیمیافتہ لوگوں کے دل میں مزید شبہات پیدا کرنے والی ہیں۔ (ترجمان القرآن مارچ ۵۲ء)

چنانچہ مودودی صاحب نے اپنی حد تک اس پورے ذخیرے پر نگاہ ڈالی جو تفسیر قرآن (عزیز) شرح حدیث اور فقہ و کلام کے موضوعات پر موجود تھا اور مجھے ایک کتاب بھی ایسی نظر نہ آئی۔ خواہ وہ اردو میں ہو یا عربی میں یا انگریزی میں جنکو درس گاہوں کے لیے تجویز کیا جاسکے۔ (ترجمان مذکور ص۲۲۴)

حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کی تفسیری خدمات میں سے ایک مختصر مگر جامع کتاب فتح الخبیر بھی ہے۔

(باقی آئندہ)

صوبائی دارالحکومت سے

رپورٹ : عمیرُ الہاشمی

سرحد اسمبلی کا سرمائی اجلاس

اور مولانا حبیب گل صاحب کی قرارداد

گذشتہ دنوں سرحد اسمبلی کا سرمائی اجلاس جاری تھا، لیکن کام مکمل ہونے سے پیشتر ہی اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

مولانا حبیب گل صاحب نے ایوان میں قرار داد پیش کرتے ہوتے فرمایا: صوبائی وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود صاحب نے صوبائی مروجہ قوانین کو کتاب و سنت کے مطابق مرتب کرنے کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی تھی اس کی مکمل رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔ لیکن یہ قرار داد دو دفعہ ایجنڈے میں شامل ہونے کے باوجود ایوان کے سامنے پیش نہ کی جا سکی۔

صوبائی وزیر قانون سے جب اس سے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا کون کونسے قوانین کے بارے میں سفارش ہوتی ہے اور قانونی ترامیم کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ تو وزیر قانون نے جواباً کہا کہ قوانین میں ترامیم کا اختیار مرکز کو ہے صوبہ کو نہیں۔ اس لیے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد مولانا نے دوسرا سوال یہ کیا کہ مفتی صاحب نے شراب پر پابندی کا قانون پاس کیا تھا، لیکن اس قانون سے اب تک (یعنی مفتی صاحب کے بعد سے اب تک) صوبائی حکومت نے شراب کے کتنے لائسنس جاری کیے اور یکم جولائی ۱۹۷۲ء سے ۳۱ جون ۱۹۷۳ء تک کتنی ملکی اور غیر ملکی شراب صوبہ سرحد کے شراب خانوں میں استعمال ہوتی؟

محترم وزیر آب کاری کا جواب با ثواب سنیے اور سر دھنیے۔ فرماتے ہیں کہ تربیلا، گرین ہوٹل پشاور سوات ہوٹل، منگورہ، پشاور کلب، نوشہرہ آفیسرز کلب اور ایبٹ آباد آفیسرز کلب میں ملکی اور غیر ملکی شراب استعمال ہوتی ہے۔ جس کی تعداد ہزاروں گیلن بنتی ہے۔ بعد ازاں مولانا نے تحریکِ التواء پیش کی۔

۱۔ پہلی تحریک التواء امن عامہ سے متعلق تھی مولانا نے کہا کہ صوبہ میں روزانہ ڈکیتیاں اور اغوا کی وارداتیں ہو رہی ہیں، لاریوں کو لوٹا جا رہا ہے اور لوگوں کو اغوا کر کے روپیہ بٹورنے کا مکروہ سلسلہ جاری ہے لیکن حکومت نے اس سلسلہ میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اگر حکومت نے کوئی تدابیر اختیار کی ہیں تو ایوان کو اس سے آگاہ کیا جاتے وگرنہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت امن بحال کرنے میں ناکام ہو گئی ہے۔

قائد ایوان کی طرف سے اس پر بحث کے ۱۳ دسمبر کا دن متعین کیا گیا، لیکن بجاتے اس کے کہ ایوان میں اصل حقائق واضح کیے جاتیں۔ منہ چھپانے کی غرض سے ۱۱ دسمبر کو اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

۲۔ مولانا نے دوسری تحریک التواء جماعتی وفاداریوں کے تبدیل کرنے سے متعلق پیش کی۔ مولانا نے کہا کہ چار صوبائی وزراء اور دوسرے اراکین نے اپنی جماعتی وفاداریاں تبدیل کر کے عوام کے اعتماد کو ٹھیس پہونچاتی ہے جس کی وجہ سے وہ قانوناً اور اخلاقاً اسمبلی کے ممبر نہیں رہے۔

مندرجہ بالا تحریک پر طرفین کی طرف سے ایوان میں کافی گرم جوشی کا مظاہرہ ہوا مباحثہ کے آخر میں سپیکر نے رولنگ دی کہ صدر پاکستان نے پارٹی ایکٹ میں ترمیم کر دی ہے جس کی رُو سے یہ پابندی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ تحریک مسترد کی جاتی ہے۔

سرحد اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد جناب سکندر خان خلیل نے تحریک التوا پیش کرتے ہوتے کہا کہ پشاور یونیورسٹی کے طلباء اپنے ساتھیوں افراسیاب خٹک اور علی خان محسور کی رہائی کا مطالبہ کر رہے تھے جس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کیا جس سے کئی طلباء زخمی ہوئے اور بیشتر پا بہ زنجیر کر دیتے گئے۔

تحریک بحث کے لیے منظور ہو گئی۔ بحث میں مولانا حبیب گل، امیرزادہ خاں، بابو محمد اکرم عبد العزیز خاں، میجر جنرل غلام جیلانی کے علاوہ سرکاری بنچوں سے مسلم لیگ قیوم گروپ کے ہارون بادشاہ نے حصہ لیا، مگر بحث نامکمل ہی تھی کہ اسمبلی کو غیر معینہ مدت تک ملتوی کر دیا گیا۔ حالانکہ آئینی طور پر صوبائی اسمبلی کا اجلاس ایک سال میں ستر دن ہونا چاہیے تھا، مگر اجلاس مجموعی طور پر ۵۶ واں دن تھا کہ ملتوی کر دیا گیا جب کہ کام سرکاری و غیر سرکاری بقایا تھا۔ اجلاس کا قبل از وقت التواء اس بات کی بین دلیل ہے کہ حکومت نے عوامی محاسبہ سے بچنے کے لیے سرحد اسمبلی کا اجلاس ڈرامائی طور پر ملتوی کیا ہے

سید مطلوب علی زیدی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک خط

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نظام خلافت سنبھالا تو مسیلمہ کذاب اور سجاح وغیرہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ آپ نے ان کے مقابلے پر فوج بھیج کر ان مدعیانِ نبوت اور ان کے ماننے والوں کو ایک ایک کر کے واصلِ جہنم کیا۔ اس فتنے کی سرکوبی کے بعد منکرین زکوٰۃ سے بھی مقابلہ ہوا۔ بعد ازاں تمام اہلِ عرب نے حضرۃ صدیق اکبرؓ کی اطاعت قبول کر لی۔ اب صدیقِ اکبرؓ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اکٹھا کر کے مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔ آپؓ نے فرمایا :

” اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی نعمت سے مالا مال فرمایا۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں آپ حضرات کو پیدا فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممۃ علیکم نعمتی۔ غرض کہ تمہیں ایمان و یقین اور اپنی ہر قسم کی مدد عطا فرمائی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد مصطفٰےؐ نے اپنے آخری وقت میں ملکِ شام کی طرف ایک لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اہلِ روم سے لڑائی کے لیے اور ملکِ شام کی طرف اس لشکر کو بھیجوں آپ کا کیا مشورہ ہے تمام صحابہؓ نے بیک زبان فرمایا کہ ہم ہر حکم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ لہذا آپ نے ملوکِ یمن اور اُمراء عرب اور اہل مکہ کو مندرجہ ذیل عبارت کا خط لکھا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عبد اللہ عتیق ابن ابی قحافہ۔

یا سائر المسلمین ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نبی اکرمؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو شام کی طرف بھیجوں تاکہ آپ لوگ اس علاقے کو کافر سرکشوں کے قبضے سے چھڑا لیں۔ پس دیکھوں تم میں سے کون اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے پر سبقت لے جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کا حکم ہے کہ :

انفروا خفافا و ثقالا وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ۔

اور ان خطوط کو انس بن مالکؓ (خادمِ خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اہل یمن کے پاس آپ کا خط لے کر پہونچے تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور خلیفۂ وقت کی اطاعت کے لیے فوری طور پر تیار ہو گئے اور یمن کے تمام بہادر اور شہسوار لوگ اپنے اسباب کے ساتھ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوگئے۔ حضرت انسؓ نے ایک ڈیڑھ دن قبل ہی پہونچ کر امیر المومنین کو خوش خبری سنائی۔ لہذا آپ ان کے استقبال کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لائے۔ یمن کی فوج زرہیں اور خود پہنے عربی کمانیں لٹکاتے ہوتے تھے۔ سب سے آگے قوم حمیر حضرت ذوالکلاع الحمیری کی زیر قیادت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچی، ذوالکلاع الحمیری نے جو کہ عمامہ باندھے ہوئے تھے آگے بڑھ کر حضرت صدیق اکبرؓ کو سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا اور اپنی قوم کی بہادری کے سلسلے میں کچھ اشعار بھی پڑھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کا کلام سن کر ہنسے اور حضرت علی سے فرمایا کہ کیا تم نے حضور اکرمؐ سے نہیں سنا تھا کہ ” جب قومِ حمیر تمہارے پاس مع اہل و عیال کے آئے گی تو خوش خبری ہوگی اور مسلمانوں کی فتح ہوگی۔“

تو حضرت علی نے فرمایا سچ ہے، میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ قوم حمیر کے بعد قوم مذحج اصیل گھوڑوں پر سوار آئی۔ اس کے سردار قیص بن ہبیرۃ المرادی تھے۔ جب یہ صدیقِ اکبرؓ کے پاس پہونچے تو انہوں نے اپنا تعارف کرایا، اپنی قوم کی بہادری کے اشعار پڑھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کو دعا دی۔ ان کے بعد حابس بن سعید الطائی کے زیر قیادت قبائل طی پہونچے جب حابس بن سعید الطائی حضرت صدیق اکبرؓ کے قریب پہونچے تو انہوں نے گھوڑے سے اترنے کا ارادہ کیا، لیکن صدیق اکبرؓ نے انہیں قسم دے کر منع فرمایا اور مصافحہ اور سلام کر کے ان کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے بعد جندب بن عمر و الدوسی کے زیر قیادت قوم ازد آئی۔ اس گروہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کمان و ترکش باندھے ہوئے تھے، صدیق اکبرؓ نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ تم تو لڑائی کے طریقوں سے کم واقف ہو۔ تم کیسے آئے ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میرے آنے کی دو وجوہ ہیں ایک تو جہاد کا ثواب حاصل کرنا اور دوسرے شام کے میوہ جات کھانا حضرت صدیق اکبرؓ ان کا یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔

امنِ عالم اور تعلیماتِ قرآن

مولانا عبدالرشید صاحب
مدرّس احسنُ المدارس خلینوال

اِسلام نے رنگ ونسل قومیّت اور وطنیّت کا بُت پاش پاش کر دیا

قسط (۲)

اس صدی میں تہذیب جدید کے نام سے جس قدر لڑائیاں ہوئیں یا آئندہ ہونگی وہ سب نام نہاد قومیت اور وطنیت کے بت کی کارفرمائی ہے کوریا اور ویت نام پر "مہذب" امریکہ کے ہاتھوں کئی ہزار میل دور سے جو مظالم ڈھائے گئے اور بے شمار بچے عورتیں اور عام شہری تباہ کئے گئے یہ کیوں؟ یہ صرف اس لئے کہ امریکی قوم کی دیگر اقوام پر برتری قائم ہو کیا امریکی قوم اپنے ملک والوں اور اپنی قوم کے ساتھ یہ برتاؤ جائز رکھ سکتی ہے، امریکہ اور برطانیہ نے یہود کو مسلح کر کے ان سے عربوں پر حملہ کروایا اور ہزاروں عربوں کو قتل کروایا اور لاکھوں کو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے محروم کرایا اور خود اسرائیل کا وجود جس کے لئے امریکہ، برطانیہ نے اپنے ملکوں اور روس سے چن چن کر یہود کو آباد کرایا حالانکہ امریکہ و روس میں کافی وسیع رقبہ موجود تھا اور نہ صرف عرب باشندوں کو ملک سے نکال کر وہاں یہود کو بسایا بلکہ ان کی حکومت بنائی اور اس کو مضبوط سے مضبوط تر اور مسلح کیا تاکہ عرب دنیا کے لئے وہ ناسور بنی رہے کیا امریکہ اور برطانیہ اپنی قوم اور اپنے ملک کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کر سکتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ محض اس لئے کہ ان دونوں نے اپنی قوم کا مفاد عرب ملکوں کو تباہ کرنے اور یہود کی حکومت بنانے میں مضمر سمجھا حقیر قومی مفاد نے ان کو پوری عرب قوم کو تباہ کرنے پر آمادہ کیا۔ انڈونیشیا میں امریکہ نے خانہ جنگی کرائی جس میں دس لاکھ مسلمان قتل ہوئے یہ صرف اس لئے کہ امریکہ کا قومی مفاد اسی میں تھا کہ سکارنو (مرحوم) کی حکومت ان کے مزاج کے مطابق نہ تھی ماہ ستمبر ۶۵ء، و دسمبر ۷۱ء میں بھارت سے پاکستان پر حملہ کرایا گیا تاکہ پاکستان ختم ہو۔ پاکستان کا جرم صرف یہ تھا کہ اس نے اپنی بقاء کے لئے غیر جانبدار پالیسی اختیار کی اور سب پڑوسی حکومتوں کے ساتھ جن میں چین بھی شامل ہے۔ دوستانہ تعلقات رکھے پھر عجیب یہ کہ ان تمام مظالم اور جارحیتوں کے خلاف کسی بڑی حکومت نے ناراضگی کا اظہار تک نہیں کیا بلکہ اقوام متحدہ میں مذمت کے متعلق بحیثیت مجموعی ایک لفظ بھی نہ کہا گیا "جو عالمی انصاف" کا سب سے بڑا ادارہ ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ تہذیب جدید نے انسانیت کا خاتمہ کر دیا ہے اور اقوام متحدہ کے ارکان میں یہ جرأت بھی نہیں کہ وہ ظلم کو ظلم اور برے کو برا کہہ سکے۔ یہ ہے لادین مادی تہذیب کی اخلاقی موت۔ اب تعلیمات قرآن کے سلسلہ میں اہم ترین چیز یعنی بین الاقوامی امن کے متعلق ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن اس کے متعلق کیا حل پیش کرتا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن کے تمام مطالب پیغام امن ہیں اور اس کی ہر تعلیم میں عالمی امن جلوہ گر ہے لیکن اختصار کے پیش نظر ہم صرف سورۃ حجرات کی ایک آیت اور اس کی تشریح پر اکتفار کرتے ہیں جس سے بخوبی واضح ہو جائیگا کہ قرآن کریم نے کس خوبی کے ساتھ عالمی امن کا عقدہ حل فرمایا آیت یہ ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر

اے انسانی اقوام ہم نے تم سب کو پیدا کیا ہے ایک باپ اور ماں سے پھر بنایا تم کو قومیں اور ذاتیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو تم میں سب سے زیادہ صاحب عزت و شرافت وہ ہیں جو سب سے زیادہ قانون الٰہی پر چلنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ تمہارے ظاہری حالات کا عالم اور باطنی ارادوں سے واقف ہے اس آیت سے پہلا اصول یہ معلوم ہوا کہ حقیقی انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں سے محبت رکھے خواہ اس کی قوم اور ملک کا فرد ہو یا غیر ملک سے متعلق ہو۔ کیونکہ سب قومیں اور سارے ملکوں کے باشندے انسانیت میں شریک ہیں۔ دوسرا اصول یہ معلوم ہوا کہ بین الافرادی یا بین الاقوامی معاملات میں انسانی قلب و ضمیر کا فطری تقاضا ہے کہ وہ حق کی طرفداری کرے۔ چاہے حق کمزور ہو اور اقلیت میں ہو اور معاملہ کا تصفیہ صرف انسانیت کی بنیاد پر اور انسانی محبت کے جذبے کے تحت ہو نہ کہ محض قومیت اور وطنیت یا سیاسی مفاد یا جتھہ بندی کی بنیاد پر تیسرا اصول وحدت بشریہ کا اصول ہے کہ پوری انسانیت وسیع النظری کے تحت ایک ہی وحدت ہے جو ناقابل تقسیم ہے۔ قومیت وطنیت لونیت لسانیت یعنی قوم جغرافیہ وطن رنگ یا زبان کی دیواریں اس وحدت میں حائل نہیں ہونی چاہئیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی وحدت

کی مزید تشریح فرمائی اور ارشاد فرمایا الناس عیال اللہ فاحسن الناس من احسن الی عیالہٖ تمام تر قومیں اور سارے انسان خدا کا کنبہ ہیں، سب لوگوں میں بہتر وہ ہے جو اللہ کی کنبے سے بھلائی کرے دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔ لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا للاحمر علی الاسود ولا اسود علی احمر ۔

عربی کو غیر عربی پر برتری نہیں۔ اور غیر عربی کو عربی پر برتری نہیں گورے کو کالے پر نہیں اور کالے کو گورے پر نہیں یہ انسانی حقوق کی وہ دستاویز ہے۔ کہ اس کا اعلان سب سے پہلے قرآن اور صاحب قرآن نے کیا اور اس قدر ترقی اور دعویٰ مساوات کے باوجود تہذیب جدید کی تعلیم یافتہ قومیں اب تک ان انسانی حقوق کی عطا شدہ کارکردگی کی راہ میں عملاً حائل ہیں۔ مرکز تہذیب جدید امریکہ میں کالے لوگوں کے ساتھ جانور سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ یورپ کی قومیں ایشیاء اور افریقہ کے باشندوں کو انسان نہیں سمجھتیں نہ ان کے خون بہانے اور حقوق غصب کرنے کو جرم سمجھتی ہیں۔ بھارت میں غیر ہندو حقیر سمجھے جاتے ہیں اور ہندوؤں میں بھی شودر کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ اور مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا جاتا ہے جیسا کہ روزانہ اخبارات میں ان کے قتل و غارت کے واقعات آتے رہتے ہیں۔

آج اگر بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ کے ارکان ان اصول قرآنیہ پر عمل کریں اور حق کا تعاون اور باطل سے ترک تعاون کریں تو دنیا میں ظلم کا خاتمہ ہو سکتا ہے لیکن مادی تہذیب میں اس کی گنجائش کہاں مادہ پرستوں کو مادی اغراض نے پاگل کر دیا ہے۔ اور ان میں حق و باطل کا احساس اور خیر و شر کے امتیاز کا شعور ہی باقی نہیں رہا۔ ان ممالک کی مادی ترقی اور ان کے سیاسی و اقتصادی استحصال سے عام افراد نے یہ سمجھا کہ مادی ترقی ہی سب کچھ ہے اور یہ سب مغربی اقوام کی مذہب سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے اور اسی کی بدولت روحانیت پسند اقوام نے بھی مادہ پرستی شروع کر دی اور قرآنی اصولوں کو پس پشت ڈال دیا بلکہ عوام کے دلوں سے مذہب کی عظمت اٹھ گئی اور خواص کی بڑی تعداد مذہب سے لاتعلق ہو گئی۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض سرکردہ افراد کھلم کھلا مذہب کے مخالف ہو گئے جو لوگ مذہب کے مخالف نہ ہوئے وہ مذہب سے بے تعلق ہو گئے اور ان کی عملی زندگی پر مذہب اور ان کے اصولوں کا کوئی اثر نہ رہا مغرب کی اکثر مادہ پرست قوموں کا مذہب عیسائیت ہے اگرچہ مذہب ان ممالک میں عملی طور پر مردہ ہو چکا ہے۔ لیکن مغربی رہنماؤں نے مذہب اور اس کے کلیساؤں کو اس لئے باقی رکھا ہے کہ ان کی دانست میں مذہب کے ذریعہ ہی مختلف عیسائی قوموں کو متحد رکھا جا سکتا ہے اور عوام کو نہ ہی آلہ کار بنایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ صلیبی جنگوں میں عیسائیت کے نام پر یورپ کی اقوام کو متحد کیا گیا تھا۔ بہرحال یہ تمام یہ عالمی مظالم ان مادہ پرستوں کی کج دماغی اور مادی جنون کی خرد دماغی کا نتیجہ ہیں۔

دردمندانہ اپیل

مدرسہ عربیہ سراج العلوم فورٹ عباس کی دینی درسگاہ ہے۔ جو کہ حضرت الحاج خان محمد صاحب کی سرپرستی میں دینی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ الحمد للہ، قلیل عرصہ میں کمرے رہائشی مکان تعمیر ہو چکے ہیں مسجد کی تعمیر چھتوں تک پہنچ گئی ہے۔ مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ سیمنٹ یا نقد رقم سے امداد فرمائیں۔

نوٹ:۔ مدرسہ کا سالانہ جلسہ ۲۸، ۲۹ مارچ ۱۹۷۵ء ہوگا۔

قاضی محمد قمر الدین مہتمم مدرسہ عربیہ

توجّہ فرمائیں!

ھر قسم کے سوتی اور ریشمی کپڑے

مناسب دام پر خریدنے کے لیے ہمارے ہاں تشریف لائیے۔

محمد سرور دیوبندی۔ کلاتھ مرچنٹ۔

کھوکھا بازار۔ صادق آباد۔ دکان نمبر ۳

بقیہ: شہر شہر سے

گوجرانوالہ میں جمعیۃ کی تنظیم نو!

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ایک اجلاس میں شہری جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عاملہ کو توڑ کر اس کی جگہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تنظیمی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو تین ماہ کے اندر جمعیۃ کی حلقہ وار تنظیم کا کام مکمل کرے گی۔

۱۔	مولانا زاہد الراشدی	بازار تھانیوالہ
۲۔	مولانا عبد السمیع	رسول پورہ
۳۔	قاری امتیاز احمد	گھنٹہ گھر
۴۔	قاری مقبول حسین	پرانا بجلی گھر
۵۔	نثار احمد	مسلم کالونی

کمیٹی کا ایک اجلاس آج یہاں مولانا زاہد الراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۰ جنوری سے شہر میں تنظیم نو کے کام کا آغاز کیا جائے گا۔ اس روز جمعیۃ کے ضلعی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں جامع مسجد شیرانوالا باغ میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمائیں گے اور بعد از نماز جمعہ کارکنوں سے خصوصی خطاب کریں گے

بقیہ اداریہ

کون نہیں جانتا کہ غدار کون ہے اور وفادار کون؟ آپ بسم اللہ کے گنبد سے باہر آ کر عوام میں اپنی حیثیت کا اندازہ کریں۔

مولانا مفتی محمود اور دیگر اپوزیشن رہنما آج بھی ہزاروں اور لاکھوں کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہیں۔ مفتی محمود کے اشارہ ابرو پر لاکھوں جانثار کٹ مرنے کے لیے تیار ہیں جب کہ رامے صاحب اور ان کے خورد و کلاں چند سو کاسہ لیسوں اور پشتینی ٹوڈیوں کے حصار میں وقت کٹی کر رہے ہیں۔

ہم متنبہ کرتے ہیں کہ رامے صاحب علماء کی شان میں پوچ زبان استعمال کرنے سے احتراز کریں ورنہ ترکی بترکی جواب پائیں گے۔

سیرتِ طیبہ

چوہدری افضل حق

آخری لمحات

آیت "اتمام نعمت" اتری تو محسنِ انسانیت نے سمجھ لیا کہ رحلت کا وقت آگیا۔ اب عہدِ زریں کا آغاز ہو چکا تھا۔ کفر و شرک کی ظلمت اسلام کے نور سے کافور ہو گئی۔ اپنے مشن میں کامیابی کتنی خوشی کی بات ہوتی ہے۔ سرکار دو عالمؐ نے اطمینان کی نظر سے اپنی کاوشوں کے نتیجہ کو دیکھا۔ وہ احباب یاد آگئے جن کی موت نے اسلام کو زندگی بخشی تھی۔ کاش وہ زندہ ہوتے اور آج کی خوشیوں میں شریک ہوتے۔ اور یہ دیکھ کر خوش ہوتے کہ اسلام کی ضیا باری سے تمام عرب روشن ہو گیا۔ اور اللہ اکبر کی صدائے بازگشت سے یثرب اور بطحا کی پہاڑیاں گونجتی ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یادِ رفتگان نے بے تاب کر دیا۔ وہ بار بار دامنِ خاک میں منہ چھپائے ہوئے دوستوں کے پاس جا کر دعا کر کے اپنی [illegible] کی بے تابی کو کم کرتے تھے۔ ان کی مفارقت کے داغ کو تازہ کرتے اور ان کی مغفرت چاہتے۔

موت سے کس کو مفر ہے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ عیادت کے لیئے لوگ آتے جاتے رہے۔ اور نصیحتوں کے انمول موتی لے جاتے رہے۔ نبیوں اور نیکوں کو شرک سے کتنا خوف ہوتا ہے۔ بستر مرگ پر استعمالِ شرک سے کتنا خوف ہوتا ہے۔ شرک انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ اور ہر قسم کی کمزوری کو ختم کرنا نبوت کا مقصد ہوتا ہے۔ چنانچہ وصال سے پانچ روز قبل فرمایا۔ خدا یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ جنھوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا۔ دیکھو میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں میں تبلیغ کر چکا۔ خدایا تو اس کا گواہ رہ۔ خدایا اس کا گواہ رہ۔ یہ چھوٹے چھوٹے فقرے کتنے گہرے اور کیسی بے تابی کی شہادت ہیں۔

بیماری کے حملے سے نڈھال نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے مسجدِ نبوی میں تشریف لائے۔ فرمایا کسی کا مجھ پر حق ہو تو کہے۔ کسی نے عرض کی یا حضورؐ ایک سائل کو آپؐ نے تین درہم دلوائے تھے وہ واجب الادا ہیں۔ یہ قرض فی الفور ادا کر دیا گیا۔ وفات سے قبل عشاء کی نماز کے لیئے تین دفعہ تیاری کی لیکن ہر بار طاقت نے جواب دے دیا۔ آپؐ وضو کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ نماز باجماعت میں نیکیوں کے لیئے کتنی کشش ہے۔ بڑی حسرت سے فرمایا۔ اچھا ابوبکر صدیقؓ نماز پڑھائیں۔ تعمیلِ حکم میں حضرت ابوبکرؓ مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ مگر طبیعت پر رقت طاری ہو گئی۔ ان کی اور اصحاب کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اصحاب کے رونے کی آواز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے تاب کر دیا۔ اور آہستہ آہستہ مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ بعد نماز فرمایا۔ مسلمانوں میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا کی پناہ اور نگہداشت اور نصرت کے حوالے کرتا ہوں۔ خدا تم پر نگراں ہے۔ تمہارے تقویٰ اور اطاعت سے وہ تمہاری نگرانی فرمائیگا۔ میں اب دنیا سے علیحدہ ہونے والا اور چھوڑنے والا ہوں۔

اب اخیر کا دن آپہنچا۔ کمزوری نے مسجد جانے کی سکت نہ چھوڑی تھی۔ اس لیئے صبح آپکے حجرہ کا پردہ اٹھا دیا گیا تاکہ مسجد کے رکوع و سجود کا پاک نظارہ آنکھوں کے سامنے رہے۔ آپ نے دیکھا کہ صفیں درست ہیں۔ اس جنت نگاہ نظارے نے چہرے کی زردی کو بشاشت سے بدل دیا۔ اور ہونٹوں پر پاک مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ آپ ہمت کر کے اٹھے اور فجر کی نماز ابوبکر صدیق کی اقتداء میں ادا کی۔ حجرہ میں واپسی پر نزع کی حالت طاری ہو گئی۔ رنگ آنے جانے لگا۔ اور طبیعت کا اضطراب بڑھ گیا۔ اس حال میں فرما رہے تھے۔ لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات۔ اب آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ مگر خدا کا فرستادہ درد و کرب کی شدت کے باوجود خلقِ خدا کی محبت کا خیال دل سے نہیں بھلاتا۔ اور وقت آخر حضرت صلعم کو لونڈی، غلام سے حسنِ سلوک کی نصیحت سوجھتی ہے۔ فرمایا "علی لونڈی اور غلام کے بارے میں خدا کو یاد رکھو۔ انہیں خوب کھلاؤ پہناؤ۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔ کشورِ دل کے فرمانروا آخری نبیؐ کا یہی آخری فرمان ہے۔

آفتابِ رسالت تریسٹھ برس کے بعد غروب ہو گیا۔ ایک عالم گواہ ہے کہ امیؐ نے علم کے دریا بہا دیئے۔ اور اس کے فیضِ صحبت سے ذرے آفتاب بن گئے۔ سب سے اہم یہ کہ مسلمانوں کے عمل کی بنیاد جہد للبقا کے شر انگیز اصولوں پر نہ رکھی گئی بلکہ خدمتِ خلق ہی بہترین قرار پائی۔

آؤ یثرب اور بطحا کے امیر اور عرب کے آقا کی جائیداد کا جائزہ لیں۔ اور دیکھیں کہ حضورؐ نے وصال کے بعد زر و جواہر کے کتنے ڈھیر گھر پر چھوڑے۔ کونہ کونہ چھان مارنے کے بعد سرورِ دو عالمؐ کا سرمایہ کچھ نہ نکلا۔ نہ لونڈی نہ غلام نہ بھیڑ نہ بکری۔ سارے عرب کا بلا شرکت حکمران کا اثاث البیت بجز چند ہتھیاروں کے کچھ نہ نکلا۔ ہادیٔ برحق نے عمر بھر مبتلائے مصیبت رہ کر بنی نوع انسان کو قعرِ مذلت سے نکالا۔ آقائے عرب کی زندگی ہر مسلمان کے لیئے مشعلِ ہدایت ہے اور ہر مومن کا فرض ہے کہ انسانیت کی تعمیر کے لیئے اپنے اوقات کو وقف کر دے۔

یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

ایوانِ بالا میں

سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی کے سوالات اور وزیر خزانہ کے جوابات

کیا وزیرِ خزانہ، منصوبہ بندی و ترقی ارشاد فرمائیں گے کہ:

الف:- سال ۱۹۷۱-۷۲ء، ۱۹۷۲-۷۳ء اور ۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران زرعی ترقیاتی بینک پاکستان نے پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں کتنے قرضہ جات دیئے،

ب:- سال ۱۹۷۱-۷۲ء، ۱۹۷۲-۷۳ء اور ۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران زرعی ترقیاتی بینک نے پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے کتنے افراد کو قرضہ جات دیئے۔ نیز کتنی مقدار کے قرضہ جات دیئے اور ہر صوبے سے کتنی رقم وصول کی گئی۔

ج:- ہر صوبے میں کس تناسب سے بینک ایڈوانس قرضہ جات دیئے جاتے ہیں

د:- کس شرائط پر زرعی ترقیاتی بینک پاکستان قرضہ دیتا ہے۔

د:- کس مقصد کے تحت زرعی ترقیاتی بینک پاکستان سے قرضہ لیا جاسکتا ہے۔

ذ:- بلوچستان میں ان مقامات کے نام کیا ہیں جہاں زرعی ترقیاتی بینک نے اپنے دفاتر اور شاخیں قائم کی ہیں۔ نیز ان دفاتر میں گریڈ ۱۶ یا اس سے اوپر کام کرنے والے افسران کے نام والد کے نام اور مکمل پتے کیا ہیں؟

کیا وزیرِ خزانہ، منصوبہ بندی اور ترقی ارشاد فرمائیں گے کہ۔

الف:- پاکستان پر بیرونی قرضہ کی مجموعی رقم کتنی ہے؟

ب:- ان ممالک کے نام کیا ہیں جن سے قرضہ حاصل کیا گیا ہے۔ نیز ہر ایک سے کتنا قرضہ لیا گیا ہے؟

ج:- اب تک وصول شدہ قرضہ کن کن مقامات پر خرچ کیا گیا ہے، نیز اس قرضہ کے خرچ کرنے کا طریقۂ کار کیا ہوتا ہے؟

د:- قرض کا کتنا سالانہ سود ادا کیا گیا ہے، اور

د:- مجموعی قرض میں سے پنجاب، سندھ سرحد اور بلوچستان میں الگ الگ کتنا خرچ ہوا، یہ قرض کی رقم کہاں کہاں اور کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی؟ نیز ہر صوبے نے اس سے کتنی آمدنی کمائی؟

وزیر خزانہ کی طرف سے جوابات

الف:- زرعی ترقیاتی بینک پاکستان کی طرف سے پنجاب، سندھ، بلوچستان اور سرحد کو ۱۹۷۱-۷۲ء، ۱۹۷۲-۷۳ء اور ۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران دیئے جانے والے قرضہ جات کی تعداد حسبِ ذیل گوشوارے میں درج ہے۔

۱۹۷۱-۷۲ء اور ۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران دیئے جانے والے صوبہ وار پیشگی قرضہ جات کی تعداد۔

پیشگی قرضہ جات کی تعداد

صوبہ	۱۹۷۱-۷۲ء	۱۹۷۲-۷۳ء	۱۹۷۳-۷۴ء
پنجاب	۱۱۷۴۹	۲۹۲۷۰	۹۷۶۶۲
سندھ	۴۸۱۳	۲۴۳۴۵	۲۷۷۰۳
سرحد	۱۰۱۰	۳۶۴۲	۶۹۲۳
بلوچستان	۱۱۶۲	۴۵۴۷	۱۰۰۳۴
آزاد کشمیر	۲۶	۱۶۶	۳۹
گلگت	۲۲	۲۹	۲۰۹
میزان:	۱۸۷۸۲	۶۱۶۹۹	۱۵۲۵۷۰

ب:- گاہکوں کی مالی حالت سے متعلقہ معاملات کا انکشاف مفادِ عامہ میں نہیں ہے۔ اے ڈی۔ بی۔ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۱ء کی رو سے بھی مالی امداد کے حصول کیلئے درخواست دہندگان کی طرف سے دی جانے والی اطلاع کا انکشاف بینک کی طرف سے ممنوع ہے اور یہ عام بنکاری کی روایات کے خلاف ہے۔

ج:- کسی صوبے کے لیے کوئی تناسب مقرر نہیں۔ ہر علاقے میں اس کے مطالعہ کے مطابق قرضے دیئے جاتے ہیں۔ فنڈز کی کمی کے بموجب قرضے کی کوئی درخواست ابھی تک مسترد نہیں کی گئی۔

د:- مال کی صورت میں دیئے جانے

والے قرضے مختصر، درمیانی، یا طویل میعاد کی بنا پر دیئے جاتے ہیں۔ مختصر میعاد قرضے فصل، جس فصل پر کیلئے وہ دیئے جاتے ہیں۔ اترنے کے فوراً بعد وصول کیے جاتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ۱۸ ماہ کی گزرنے کے بعد وصول کر لیے جاتے ہیں۔ درمیانی میعاد کے لیے دیئے جانے والے قرضے ۱۸ ماہ سے زائد، مگر ۵ سال کی میعاد کے اندر واپس لے لیے جاتے ہیں۔ سود کی موجودہ شرح ۵۰۰۰ روپے کی مالیت کے قرضے پر ۱۰ فی صدی اور ۵۰۰۰ روپے سے زائد کی مالیت پر ۱۱ فی صدی ہے۔

درمیانی اور طویل میعاد کے قرضوں کو غیر منقولہ جائیداد کو رہن رکھ کر محفوظ کرنا درکار ہوتا ہے، لیکن بینک موزون معاملات میں ——— رہن کردہ جائیدادوں کی جگہ، اپنے مفاد میں کوئی اقرارنامہ یا وعدہ قبول کر سکتا ہے۔ ایسے قرضہ جات مال کو اور فصلوں کو گروی رکھنے پر جاری کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بینک کے سرمایہ سے ٹریکٹر اور ٹیوب ویل وغیرہ اور شیڈول بنکوں کی غیر مشروط کفالت یا بنکوں میں جمع شدہ سرمایہ وغیرہ پر بھی ایسے قرضے جاری کیے جاتے ہیں۔

۲۰۰۰ روپے کی مالیت تک کے مختصر میعاد قرضے غیر منقولہ، جائیداد یا شخصی ضمانت پر بھی جاری کیے جاتے ہیں وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی طرف سے جاری ہونے والے قرضوں پر دیگر کوئی ضمانت مطلوب نہیں ہوتی۔

د:۔ بنک نے یہ قرضے زرعی ترقی، بشمول فصلوں میں اور باغبانی اضافہ، جنگلات ماہی گیری، حیوانی دیکھ بھال، مرغیاں پالنے ڈائری، شہد کی مکھیاں پالنے اور پیلہ پروری کی ترقی کے لیے دیئے تھے۔ کوئی شخص انفرادی طور پر زراعت یا زرعی ترقی یا زرعی اجناس کی پیداوار یا ان کے ذخیرے یا ٹھکانے کا قیام، یا مارکیٹنگ، یا زرعی پیداوار کے کاروبار میں مصروف ہو، یا کوئی سرکاری یا نجی کمپنی یا متبادل ادارہ یا ایسے ہی کام میں مشغول ہو۔ تو اے۔ ڈی۔ بی آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۱ء کی تصریحات کے مطابق ایسا قرضہ لینے کا اہل ہے۔

ذ:۔ بلوچستان میں بنک کی شاخوں میں کام کرنے والے درجہ ۱۶ اور اس سے اوپر کے افسران کے کوائف، گوشوارے میں درج ہیں۔ جو ایوان کی میز پر پیش خدمت ہے۔

رانا محمد حنیف

(الف)، (ب)، (ج)، (د) اور (ذ) سوال ہذا میں دریافت کردہ معلومات کا انکشاف مفاد عامہ میں نہیں۔

رانا محمد حنیف

الف:۔ پاکستان سیکیورٹی پرنٹنگ کارپوریشن میں متعین افسران کی تعداد بمعہ ان سکونت حسب ذیل ہے۔

سندھ شہری علاقے	سندھ دیہی علاقے	پنجاب	بلوچستان	سرحد
۳۴	۳	۱۲	۱	–

میزان ——— ۵۰

ب:۔ جی نہیں۔ انھوں نے چاہا ہے کہ ٹیکنیکل عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں کارپوریشن کی خصوصی ضروریات منظر عام پر لائی جائیں۔

ج:۔ جی نہیں۔

د:۔ ۱۔ نئی بھرتی سے صوبائی کوٹہ سسٹم کا لحاظ رکھا جا رہا ہے۔ خالی آسامیاں مقامی اور علاقائی اخبارات میں مشتہر کی جاتی ہیں۔ افسران کے عہدوں کے لیے اندرون ملک سے آنے والے امیدواروں کو سفر خرچ تک دیا جاتا ہے۔

۲۔ مذکورہ بالا (ج) کے جواب کی رو سے، سوال پیدا نہیں ہوتا۔

بقیہ: عالمی معیشت

تیل پیدا کرنے والے ممالک اپنی حیثیت کو پوری طرح جان چکے ہیں۔

سوشلسٹ بلاک کے ممالک اپنی پوری توانائی کے ساتھ موجود ہیں،

ان حالات میں، جنگ چھیڑ کر اس بحران کا حل حاصل کرنا خود سرمایہ دار دنیا کے لیے جلد از جلد مکمل تباہی کی دعوت ہے۔

تاریخ کا عمل اور مشیّت کا تقاضا تو یہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرمایہ داریت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکے جانے کا وقت قریب تر آگیا ہے۔

وہ یا تو اپنے تضادات کا خود شکار بن کر ختم ہونے والی ہے۔ یا اگر جنگ چھیڑنے کی حماقت کرتی ہے تو دنیا اگرچہ شدید تباہی سے دوچار ہوگی۔ لیکن خود اس کا خاتمہ سب سے پہلے اور بہت جلد عمل میں آجائیگا۔

یہ ہی وجہ ہے کہ بقائے باہمی کی ہر کوشش کامیاب بنانے کے لیے، امریکہ، برطانیہ، فرانس مغربی جرمنی اور جاپان کے سربراہان سرگرم عمل نظر آرہے ہیں۔ تاہم ایک خطرناک دھماکہ کے امکانات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

کراچی میں
ترجمانِ اسلام ” محمد رمضان صاحب میمن سے، مدرسہ تعلیم الفرقان چاکیواڑہ توحید نگر سے حاصل کریں

عاشق علی خان

اخبارات کے آئینہ میں

روٹی محنت سے کمائی جاتی ہے۔ آسمان سے نہیں گرتی۔ (بھٹو امروز ۸ر دسمبر)

حکومت تمام لوگوں کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کی پوری کوشش کرے گی۔

(بھٹو نوائے وقت ۲۸ر دسمبر)

اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کرنے سے چور بازاری بڑھ جائیگی۔

(بھٹو نوائے وقت ۲۲ر دسمبر)

عالیجاہ! پھر گندم، چینی، گھی اور دیگر چیزوں کی قیمتوں پر کیوں کنٹرول کیا ہوا ہے؟

لائل پور کی اضافی بستیوں میں با اثر افراد کو پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے۔

(نوائے وقت ۲۳ر دسمبر)

یہودی اب مسلمانوں اور عربوں میں اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ شاہ فیصل

(نوائے وقت ۲۳ر دسمبر)

قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ گروہ مرتد ہے۔ قادیان مقدس شہر نہیں۔ اردن کے فتویٰ بورڈ کا فتویٰ۔

(نوائے وقت ۲۴ر دسمبر)

پیپلز پارٹی ایک بھان متی کا کنبہ ہے۔ جو اب بکھر چکا ہے اور پارٹی کے اندر جنگ جاری ہے۔

جمہوریت کا یہ مطلب ہونا چاہیئے کہ وہ ہر ایک کی بات سن کر اپنا فیصلہ دے سکیں۔ جن لوگوں کے پاس روٹی، کپڑا اور مکان تھا پیپلز پارٹی نے وہ بھی چھین لیا ہے۔

(مولانا عبیداللہ انور۔ نوائے وقت ۲۴ دسمبر)

جناب محمد اصغر اختر رکن جمعیت طلباء اسلام گورنمنٹ ڈگری کالج جڑانوالہ سٹوڈینس یونین کے صدر منتخب ہو گئے۔

(نوائے وقت ۲۴ر دسمبر)

ہمیں عیدالاضحیٰ کے موقع پر اسلامی نظام عدل کے عملی نفاذ و معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ملکی سالمیت کے تحفظ اور عوام کے جمہوری اور سیاسی حقوق کی بحالی کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کے لیے ہر قسم کی قربانی کا عزم کرنا چاہیئے۔

(مفتی محمود۔ نوائے وقت ۲۵ دسمبر)

لطیفہ

پنجاب اسمبلی کی رکن بیگم بلقیس حبیب اللہ نے بہاولپور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ شملہ گول میز کانفرنس میں جب لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائد اعظمؒ سے کہا کہ آپ پاکستان کو کس طرح چلائیں گے۔ آپ کے بعد کوئی قیادت نظر نہیں آتی۔ تو انھوں نے مسٹر بھٹو کی طرف اشارہ کیا جو اُس وقت ۱۴ سال کے تھے اور کانفرنس میں موجود تھے کہ یہ پاکستان چلائیگا۔

(نوائے وقت ۲۵ر دسمبر)

۷ر ستمبر کے فیصلے پر جلد عمل کیا جائیگا۔ مسعود نیازی جمعیت طلبہ اسلام کا حکومت سے مطالبہ

(نوائے وقت ۲۷ر دسمبر)

مصری وزیر جنگ فیلڈ مارشل احمد اسمٰعیل لندن میں انتقال کر گئے۔

(نوائے وقت۔ ۲۷ دسمبر)

روٹی، کپڑا اور مکان کے دعوے پر حکمرانی حاصل کرنے والے گروہ نے غریب عوام کو تاریخ کی ہولناک گرانی سے دوچار کر دیا ہے۔ جس سے ان کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔

(مولانا محمد سلیمان ٹوہاڑی۔ نوائے وقت ۲۷ر دسمبر)

اسلامی آئین کے نفاذ تک جدوجہد جاری رہے گی۔

جمعیت طلباء اسلام لودھراں کا عزم

(نوائے وقت۔ ۲۷ر دسمبر)

بیرونی ممالک میں مہنگائی ہے تو وہاں فی کس آمدنی بھی زیادہ ہے۔

(قاری عبدالسمیع۔ نوائے وقت ۲۸ دسمبر)

اگر مفتی محمود اور ولی خاں غدار ہیں تو ان پر سپریم کورٹ میں مقدمہ چلایا جائے۔ بھٹو صاحب کو کسی کو غدار کہنے کا حق نہیں ہے۔

(مولانا محمد صالح۔ نوائے وقت۔ ۲۸ر دسمبر)

ملکی خوشحالی اور ترقی کا واحد راستہ سوشلزم ہے۔ (بھٹو، نوائے وقت، ۲۸ر دسمبر)

اسلام میں کسی ازم کی گنجائش نہیں۔

(وزیر مملکت حفیظ چیمہ۔ نوائے وقت۔ ۲۸ر دسمبر)

ریلوے محکمہ مواصلات میں نئی آسامیوں پر سندھیوں کو تعینات کیا جائے گا۔

(ممتاز بھٹو۔ ۲۹ر دسمبر)

سندھ میں پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ زور و شور سے جاری ہے۔ بغیر ڈیکلریشن کے شائع ہونے والے رسائل اس مہم میں پیش پیش ہیں۔

(نوائے وقت ۲۹ دسمبر)

صوبائی وزیر زراعت مسٹر محمد خان خاکوانی نے کہا کہ پنجاب میں فی ہزار ایکڑ تین کیوسک دیا جاتا ہے جبکہ سندھ میں فی ایکڑ چھ سے چودہ کیوسک پانی ملتا ہے۔

(نوائے وقت ۳۰ر دسمبر)

شہر شہر سے

جمعیۃ کی تمام شاخیں زلزلہ زدگان کی بھرپور امداد کریں،

امیر جمعیۃ مولانا درخواستی

جمعیۃ کا پانچ رکنی وفد بلوچستان کے دورے پر روانہ ہو گیا،

جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے ضلع سوات اور ہزارہ میں زلزلہ سے ہونیوالی تباہ کاریوں پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ اور ایک بیان میں زلزلہ زدگان کی امداد کیلئے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے خصوصی فنڈ قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

آپ نے ملک بھر میں جمعیت کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ عوام سے زلزلہ زدگان کے لیے عطیات بصورت نقدی وسامان وغیرہ جمع کر کے مندرجہ ذیل مراکز میں پہنچا دیں۔

۱۔ مرکزی دفتر جمعیت علماء اسلام۔ چوک رنگ محل لاہور
۲۔ صوبائی دفتر جمعیت سرکی روڈ پشاور۔
۳۔ صوبائی دفتر جمعیت اسٹیشن روڈ سکھر۔
۴۔ صوبائی دفتر جمعیت میزان مارکیٹ کوئٹہ۔

مولانا درخواستی نے فرمایا کہ مرکزی جمعیت کا ایک وفد بہت جلد متاثرہ علاقوں کا دورہ کر کے متاثرین میں امدادی سامان اور رقوم تقسیم کریگا۔ مولانا نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے زلزلہ زدگان بھائیوں کی امداد کے لیے دل کھول کر امداد دیں۔

وفد کی روانگی

”جمعیۃ علماء اسلام“ کا پانچ رکنی وفد مولانا حبیب گل۔ ایم۔ پی۔ اے سرحد اسمبلی کی قیادت میں بلوچستان روانہ ہو گیا۔

وفد صوبہ بلوچستان کا تفصیلی دورہ کر کے عوام کو صحیح صورتحال سے آگاہ کریگا۔

عوامی حکومت کے کرم فرماؤں نے اگر وفد کی راہ میں رکاوٹیں نہ کھڑی کیں تو عوامی حکومت کے امن کے کھوکھلے دعوؤں کی قلعی کھل جائیگی۔

کوئٹہ

کوئٹہ ۲۲، دسمبر ۱۹۷۴ء سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے، کہ سینٹ کے موسم سرما کے اجلاس میں انکے سوالات کی بنا پر فیڈرل گورنمنٹ نے بلوچستان کا بناسپتی گھی کا کوٹہ چار سو ٹن ماہانہ سے بڑھا کر ماہانہ پانچ سو ٹن کر دیا ہے۔ لوئر بلوچستان کے لیے سال ۷۵-۱۹۷۴ء میں بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے چودہ وظائف مخصوص کیے ہیں۔ لوئر بلوچستان کے لیے لینڈ کسٹم میں بارہ انسپکٹر کی آسامیاں مختص کیں۔ اور وفاقی وزیر خوراک نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ صوبہ بلوچستان کے گندم کے کوٹہ میں جلد مزید اضافہ کر دیا جائیگا تاکہ عوام زیادہ مقدار میں راشن کی گندم حاصل کر سکیں۔

سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی نے حکومت بلوچستان سے پرزور مطالبہ کیا۔ کہ دیہاتی علاقوں میں بناسپتی گھی اور گندم کا ماہانہ کوٹہ جلد بڑھا دیا جائے۔ اور گندم۔ بناسپتی گھی کے چور بازاری کا سختی سے تدارک کرے۔

اجتماعات

”جمعیۃ علماء اسلام“ پنجاب کے جنرل سیکریٹری مولانا سید نیاز احمد گیلانی، مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی اور مولانا زاہد الراشدی، مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق لاہور ڈویژن کے مختلف مقامات میں عام جلسوں اور جماعتی اجتماعات سے خطاب کریں گے۔

۹ر جنوری جمعرات
۱۰ر بجے صبح سکھیکی منڈی —— رات، علی پور چٹھہ

۱۰ر جنوری جمعہ
خطبہ جمعہ حافظ آباد —— رات، ڈسکہ

۱۱ر جنوری ہفتہ
۱۰ر بجے صبح سیالکوٹ —— رات، نارووال

۱۲ر جنوری اتوار
۱۰ر بجے صبح نارنگ منڈی —— رات، شیخوپورہ

۱۳ر جنوری پیر
۱۱ر بجے دن قصور —— رات، پتوکی،

انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کا اجلاس گزشتہ روز جامع مسجد بوہڑ والی میں منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے جمعیۃ کے اغراض ومقاصد

اور ملک کی سیاسی صورت حال پر روشنی ڈالی۔ بعدازاں مندرجہ ذیل مقامی عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر :۔ حاجی اللہ دتا صاحب
نائب امیر :۔ ماسٹر اللہ دین۔
ناظم اعلیٰ :۔ ملک عبدالقیوم اختر
ناظم :۔ میر مطیع اللہ۔
خازن :۔ حاجی محمد شفیق۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ملک میں دفعہ ۱۴۴ کے خاتمہ اور تحریر و تقریر کی آزادیاں بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

(علی احمد جامی ضلعی ناظم نشر و اشاعت)

منظفر گڑھ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع منظفر گڑھ

کا ضلعی اجلاس زیر صدارت پیر سید عبدالرزاق شاہ صاحب، امیر ضلع بمقام مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو منعقد ہوا۔ جس میں ضلع بھر کے نمائندوں نے شرکت کی۔ مولانا عبدالمجید صاحب نائب امیر ضلع نے حالات حاضرہ پر تبصرہ فرمایا اور بھٹو صاحب کی پالیسی پر تنقید فرمائی۔

مندرجہ ذیل حضرات کو تحصیل کنوینر مقرر کیا گیا۔ جو اپنے اپنے حلقہ میں جاکر جماعتی پروگرام پیش کریں گے۔

تحصیل کوٹ ادو

چودھری شوکت علی صاحب، مولانا محمد عبدالجلیل صاحب

تحصیل لیہ

مولانا عبدالمجید صاحب، مولانا محمد حسین صاحب

تحصیل منظفر گڑھ

حافظ محمد احمد صاحب، مولانا احمد یار صاحب

امیر ضلع: پیر عبدالرزاق صاحب تحصیل علی پور کے کنوینر مقرر کرکے دفتر کو مطلع کریں گے۔ نیز مندرجہ ذیل تاریخوں ضلع کا دورہ کریں گے۔

۱۵ جنوری تحصیل لیہ، ۱۶ جنوری دن احسانپور رات دائرہ دین پناہ تحصیل ادو، ۱۷ جنوری تحصیل منظفر گڑھ، ۱۸ جنوری تحصیل علی پور۔ ۱۹ جنوری کو ضلعی اجلاس بمقام شہر سلطان مقرر کیا گیا۔

مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ جمعیت علماء اسلام ضلع منظفر گڑھ کا یہ اجلاس حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین)

۲۔ یہ اجلاس مسٹر بھٹو کے ان الفاظ کی زبردست مذمت کرتا ہے۔ جو بھٹو صاحب نے ملتان میں داڑھی کے متعلق استعمال کیے کیونکہ یہ لفظ سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہیں۔

۳۔ یہ اجلاس شیعہ نصاب تعلیم کی علیحدگی کی مذمت کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس فیصلہ کو واپس لیا جائے۔

۴۔ یہ اجلاس ڈپٹی کمشنر جھنگ کی مذمت کرتا ہے جس نے جمعیت طلباء اسلام کو ربوہ میں ختم نبوّت کانفرنس کرنے کی اجازت نہ دی۔

۵۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ تحریک، ختم نبوت کے دوران جتنے مقدمات قائم کیے گئے۔ واپس لیے جائیں۔

مطالبات پنڈ دادنخان

مولانا محمد اکرم امیر جمعیت العلماء اسلام ضلع جہلم خطیب جامع مسجد کھیوڑہ نے عید الاضحیٰ کے موقعہ پر کھیوڑہ کی مرکزی عید گاہ میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کیے۔ لوگوں نے مکمل طور پر مطالبات کی حمایت کی۔

۱:۔ جلال پور سے کندوال تک نہر کا فوراً اجرا کیا جائے۔

۲۔ نیشنل سیمنٹ فیکٹری ڈنڈوٹ کے پلانٹ میں توسیع کی جائے۔

۳۔ کھیوڑہ کی آبادی کو سوئی گیس کا کنکشن فوراً دیا جائے۔

۴۔ کھیوڑہ سے چوہا سیدن شاہ تک کی پہاڑی سڑک کو چوڑا کیا جائے۔

۵۔ تحصیل پنڈ دادنخان کے کالج کی عمارت کی جلد تکمیل کی جائے۔

۶۔ کھیوڑہ کے سول ہسپتال میں ڈاکٹر کا تقرر کیا جائے۔ اور اسلام گنج میں جلد پینے کے پانی کی پائپ لائن بچھا کر ٹنکیاں بنائی جائیں۔

۷۔ کھیوڑہ ہائی سکول کے ورکشاپ اور کمروں کی چھتوں کی جلد مرمت کی جائے۔ ورنہ بچوں کو سخت نقصان پہنچے گا۔

۸۔ ہرن پور دریائے جہلم پر ٹریفک کیلئے پل تعمیر کیا جائے۔

۹۔ للہ روڈ اور جہلم روڈ کو جلد مکمل کیا جائے۔

نشر و اشاعت ۱۔ حافظ محمد رفیق صاحب

اجلاس دینہ ضلع جہلم

جمعیۃ علماءِ اسلام دینہ کا اجلاس بر مکان چوہدری فضل الٰہی تاجپوری واقع منگلا روڈ دینہ میں زیر صدارت محمد صادق صدیقی جمعیۃ علماء اسلام کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کے آئندہ لائحہ عمل کے متعلق غور و غوض کیا گیا اور تنظیم نو کے بارے میں بھی سوچا گیا۔ آخر میں صدر اجلاس نے ایک متفقہ قرارداد میں مفتی محمود احمد و مولانا عبداللہ درخواستی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر :۔ ——— محمد صادق صدیقی
نائب صدر :۔ اوّل ——— جناب قاری محمد شریف صاحب
〃 〃 :۔ دوم ——— چوہدری عبدالمجید صاحب
سیکریٹری :۔ جنرل ——— جناب چوہدری فضل الٰہی صاحب
نائب سیکریٹری : ——— خواجہ سیف الرحمٰن صاحب
سالار اعلیٰ :۔ ——— محمد صدیق صاحب
نائب سالار :۔ ——— محمد اسمٰعیل انصاری صاحب
خازن :۔ ——— جناب صوفی محمد عظیم صاحب
معاون خازن :۔ شیخ قدرت اللہ صاحب

باقی صـ ۱۴ پر

تاثرات

احساسات —
پیغامات —

مسٹر کھر جواب دیں؟

مورخہ ۵ جنوری ۱۹۷۴ء بر موقع عید الفطر عیدگاہ جنوبی میں ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب نماز عید ادا کرنے آئے۔

مولانا عبد الجلیل صاحب خطیب عیدگاہ، جنوبی کی اپیل پر عیدگاہ کے لیے کھر صاحب نے دس ہزار روپیہ چندہ دینے کا اعلان کیا۔ لیکن آج تک وعدہ پورا نہ کیا۔

کھر صاحب کو رجسٹری بھی کرائی گئی اور زبانی بھی کہا گیا۔

اہالیانِ کوٹ اڈو کھر صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب آپ وعدہ پورا نہیں کر سکتے تو پھر عیدگاہ میں کیوں وعدہ کیا تھا۔ امید ہے کہ کھر صاحب عوام کو بذریعہ اخبارات مطلع فرمائینگے۔

(اہلِ کوٹ اڈو)

شیخ محمد اکبر۔ ناظم دفتر جمعیت علماءِ اسلام ضلع مظفر گڑھ

ڈاکٹر عبد الرشید۔ جنرل سیکرٹری عیدگاہ جنوبی

مکرمی و محترمی جناب اکرام القادری صاحب!

السلام وعلیکم،

آپ کا جدید انتظام و طباعت سے آراستہ "ترجمان اسلام" ہماری نظر سے گزرا۔

الحمد للہ پہلے کی نسبت مضامین و طباعت کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی قبول فرمائے اور رسالہ کو ملک میں اسلامی نفاذ کا ذریعہ بنائے۔ (فقط)

والسلام

منجانب: ناظمِ اعلیٰ انجمن طلباءِ اہلِ سنّت
مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن (حسن ابدال)

محترم قادری صاحب!

سلام مسنون۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

"ترجمان"، کا تازہ شمارہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ مضامین بہت اچھے اور وقتی تقاضے کے مطابق ہیں۔ اگر اس طریقہ سے کام جاری رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ترجمانِ اسلام، بہت جلد ملک کی صحافت میں اپنا صحیح مقام حاصل کر لے گا۔

دیگر جماعتی ساتھیوں نے بھی "ترجمان اسلام" کو پسند کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی ان کوششوں سے "ترجمانِ اسلام" ایک دن منفرد مقام حاصل کرے گا۔ اکابر نے اپنے قابل قدر نوجوانوں پر جو اعتماد کیا ہے۔ یہ ہر لحاظ سے مبارک ثابت ہوگا۔

میری دعا ہے کہ "ترجمانِ اسلام"، اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو خوب سے خوب تر کی جستجو میں کامیاب فرمائے

فقط والسلام

چوہدری آصف امین سلہریا
صدر جمعیت طلباءِ اسلام، پاکستان، حلقہ مرے کالج
(سیالکوٹ)

مکرم المحترم جناب اکرام القادری صاحب!

السلام وعلیکم۔

"ترجمانِ اسلام" کا یہ دوسرا شمارہ موصول ہو کر باعث مسرت قلب ہوا۔ اس کے مضامین اور طرز تحریر دیکھ کر ابو الکلام اور سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس محنت کا بدلہ عطا فرمائے۔

اور پرچے میں مزید ترقی فرمائے۔ پاکستان میں جمعیت العلماءِ اسلام کی اسلام کے بارے میں تاریخی خدمات اور مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمود کی اسلام کی خاطر قربانیاں اور اخلاص اس پرچہ کی مزید افادیت کا باعث ہوگا۔

فقط والسلام

قاری محمد انور، قاسم العلوم نعمانپورہ باغ
صدر جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب!

سلام مسنون شوق مشحون۔

جمعیت علماءِ اسلام کوٹ اڈو۔ ترجمان اسلام کی موجودہ انتظامیہ کو دلی مبارکباد دیتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ معیار برقرار رکھے اور مزید ہمت عطا فرمائے

(آمین)

شیخ محمد اکبر۔ ناظم دفتر جمعیۃ علماءِ اسلام
کوٹ اڈو (مظفر گڑھ)

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ ــــ محمد فاروق قریشی

اجلاس

مرکزی مجلس عمومی جمعیۃ طلبا اسلام پاکستان

ایک سالہ کارکردگی کا جائزہ

لاہور - ۲۹ دسمبر - جمعیۃ طلبا اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت میاں محمد عارف قائم مقام صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرکزی عہدیداران کے علاوہ صوبہ پنجاب، سندھ اور سرحد کے نمائندگان نے شرکت کی۔ جب کہ بلوچستان کے ساتھی ناسازگاری حالات کی بنا پر شرکت نہ کر سکے۔ سب سے پہلے طلباء نمایندگان نے اپنے علاقہ کی جماعتی کارکردگی بیان کی۔ یک سالہ کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد آیندہ سال کے لیے طریق کار پر غور و خوض کیا گیا۔

اجلاس کے دوسرے دور میں مرکزی مجلس عاملہ کے اراکین نے اپنے شعبوں سے متعلقہ یک سالہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ مرکزی ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی صاحب نے تنظیمی صورتحال پر مفصل رپورٹ پیش کی اور کارکنوں کو آیندہ سال کے لیے تنظیمی امور سے متعلق ہدایات دیں۔

مرکزی ناظم نشریات جناب محمد فاروق صاحب قریشی نے اپنے شعبہ سے متعلقہ کارکردگی بیان کرتے ہوئے کارکنوں کو بتایا کہ شعبہ نشریات حتی الوسع اس کوشش میں مصروف ہے کہ جماعتی نشریاتی ضروریات پوری ہو سکیں۔ تاہم اس سلسلے میں شعبہ مالیات کا مستحکم ہونا نہایت ضروری ہے۔

اس ضمن میں انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ گذشتہ برس جماعتی بجٹ میں جو رقم شعبہ نشریات کے لیے مختص کی گئی تھی اس سے ڈیڑھ گنا رقم صرف تحریک ختم نبوت کے دوران خرچ ہو چکی ہے جب کہ جماعت کے تنظیمی امور سے متعلقہ پمفلٹ کی اشاعت کا خرچہ ان کے علاوہ ہے۔

ایک سال کے دوران تقریباً دو لاکھ پمفلٹ اور مختلف النوع اشتہارات، کیلنڈرز اور ہینڈ بل مرکزی شعبہ نشریات کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ جب کہ تقریباً دو ہزار اخباری بیانات صرف کراچی اور لاہور سے جاری کیے گئے۔ جن میں شائع شدہ بیانات کا تناسب ۶۵ فی صد بنتا ہے۔

مرکزی ناظم نشریات نے طلباء نمایندگان کو بتایا کہ مرکزی شعبہ نشریات جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی پانچ سالہ کارکردگی کا مکمل سروے کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی تمام شاخوں کے مقامی کارکن اور بالخصوص نظماء نشریات مرکز سے تعاون کریں تو یہ کام انشاءاللہ بہت جلد مکمل ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں ہر سطح کی جماعت کے ناظم نشریات اپنے علاقے کی مکمل کارکردگی کا جائزہ لیں اور خصوصاً مندرجہ ذیل سوالات کے مکمل اور مفصل جوابات تیار کریں اور تمام سوالات کا مکمل اور صحیح جواب اپنے صوبائی ناظم نشریات کے نام یکم فروری تک ارسال فرما دیں۔ اس کے بعد صوبائی نظماء نشریات اپنے صوبہ کی مکمل رپورٹ تیار کر کے یکم اپریل تک مرکزی دفتر ارسال کریں گے۔ جوابات خوش خط تحریر ہوں اور غیر ضروری تفصیل سے پرہیز کیا جائے۔

۱۔ آپ کے علاقے میں جمعیۃ طلباء اسلام کب اور کیسے قائم ہوئی۔؟
۲۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے قیام کے وقت کتنے کارکُن تھے۔؟
۳۔ اب تک کتنے ساتھیوں (طُلباء) کو اپنے پروگرام کی دعوت دی؟
۴۔ کتنے خوش نصیب دوستوں نے اس پروگرام پر لبیک کہا؟
۵۔ مجموعی طور پر اب کارکنوں کی صحیح تعداد کیا ہے؟
۶۔ آپ کے علاقے میں جماعت کی تنظیمی ہیئت کیا ہے؟ (یعنی کتنے علاقے، حلقے اور یونٹس ہیں۔؟)
۷۔ بہترین کارکنوں کی تعداد کیا ہے؟
۸۔ سال بہ سال افزائش فنڈ، توسیع لٹریچر، دار المطالعوں کا قیام، ہفتہ وار اجتماعات کی رُوداد وغیرہ کا مکمل پانچ سالہ جائزہ۔

اختتامیہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی نائب صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ نے طلباء پر زور دیا کہ وہ اپنے علاقے میں جمعیۃ طلبا اسلام کے پروگرام کو عام کرنے کے لیے تندہی سے کام کریں، اور پاکستان کے طلباء کو لا الٰہ الا اللہ کے بینر تلے جمع کریں۔ انہوں نے کہا کہ آج صرف جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان ہی ایسی تنظیم ہے جو کہ صحیح اسلامی پروگرام کی داعی ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام ہر دور میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کرتی رہی ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے تحریک جمہوریت اور

تحریک ختم نبوت کی مثال دی۔ انہوں نے موجودہ حکومت کی اسلام کش اور غیر جمہوری و غیر آئینی پالیسی پر غم و غصہ کا اظہار کیا

صوبہ سندھ۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے نائب صدر محمد سلیم شاہد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ سندھ کی حکومت جانبدارانہ پالیسی پہ عمل پیرا ہے اور غیر سندھیوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی جناب حافظ محمد طاہر نے کہا کہ تمام لادینی قوتیں جمعیۃ کے مقابلے میں ایک جماعت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے لاء کالج ملتان کے انتخابات کی مثال دی جہاں اسلامی جمعیت طلبہ اور پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن جمعیۃ طلباء اسلام کے مقابلے میں متحد ہوگئی تھیں۔ آخر میں مرکزی ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی صاحب نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ خود اسلام کے زریں اصولوں پہ عمل پیرا ہو کر دوسروں کو اسلامی انقلاب کی دعوت دیں اور ثابت کردیں کہ ہر دور میں صرف اسلام ہی مظلوم انسانیت کے دکھوں کا درماں اور موجودہ معاشرتی برائیوں کا صحیح حل پیش کرسکتا ہے۔

ضروری ہدایت

"عزم" ٹریکٹ نمبر ۵ انشاءاللہ جنوری ۱۹۷۵ء کے اواخر تک شائع ہو جائے گا۔ تمام شاخیں "عزم" ۴ سے جنوری ۱۹۷۵ء تک جماعتی کارکردگی، انتخابات، کالج الیکشن اور دیگر تنظیمی امور پر مشتمل مکمل رپورٹ فوری طور پر مرکزی دفتر ارسال فرما دیں۔ (مرکزی ناظم نشریات)

کراچی

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، کراچی ڈویژن کی مجلس شوریٰ کے رکن جناب محمد رفیق صاحب طبیہ کالج یونین کی سیکرٹری شپ کے لیے اسلامی جمعیۃ طلبہ کے امیدوار کے مقابلے میں کامیاب ہوگئے۔ جمعیۃ طلباء اسلام کراچی نے محمد رفیق صاحب کے اعزاز میں مقامی دفتر میں استقبالیہ تقریب منعقد کی۔

"انتخابات"

حافظ آباد

صدر : جناب محمد اشرف مفتی
نائب صدر : " عبدالجبار گل
ناظم عمومی : " مسعود احمد
ناظم : " شاہد حسین بٹ
ناظم مالیات : " سید آصف علی شاہ
ناظم نشرواشاعت : جناب رب نواز

پلندری (کشمیر)

صدر : جناب فضل الرحیم صاحب
نائب صدر : " محمد یوسف صاحب
ناظم عمومی : " عبدالحق صاحب عباسی
ناظم : " محمد بشیر احمد صاحب

گوجرانوالہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ کے مدرسہ نصرت العلوم یونٹ کا انتخاب ہوا، جس میں درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے:

صدر : جناب فخرالدین بلوچستانی
نائب صدر : " محمد سعید ہزاروی
ناظم عمومی : " قاری تاج محمود
ناظم مالیات : " عبدالغفور ہزاروی
ناظم نشرواشاعت " شمس الحق سواتی

اجلاس سے جناب عبدالقدوس قارن صدر جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ نے خطاب کیا۔

چوک مُنڈا

صدر : جناب محمد زاہد اختر
نائب صدر : " محمد حنیف
ناظم عمومی : جناب خدا بخش حقانی
ناظم : " ملک مختار احمد
ناظم مالیات : " خدا بخش
ناظم نشرواشاعت : " عبدالقیوم سجاد

مُلتان

۱۔ محمد رفیق گل اکنامکس سوسائٹی گورنمنٹ ڈگری کالج بوسن روڈ کے نائب صدر اور
۲۔ جناب زبیر احمد اعوان سائنس سوسائٹیز گورنمنٹ علمدار حسین کالج ملتان کے نائب صدر منتخب ہوئے۔

حافظ محمد طاہر ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب نے ۱۵، ۱۶ دسمبر کو ملتان کا دورہ کیا۔ انہوں نے ملتان کی شہری تنظیم کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بہتر کارکردگی پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک نوجوان اسلامی انقلابی جدوجہد نہیں کریں گے ملک و ملت کا مستقبل روشن نہیں ہوسکتا۔

ڈیرہ غازیخان

جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ غازی خاں کے ممتاز کارکن جناب غلام صابر عاصی نے ہفتہ وار اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس کو آئین کی توہین قرار دیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ختم نبوت کے سلسلے میں عائد مقدمات واپس لیے جائیں۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ مسلم نوجوان علماء حق کے خلاف بکواس کو برداشت نہیں کریں گے۔

منڈی بہاءالدین

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے صدر جناب رانا شمشاد علی خاں نے منڈی بہاءالدین اور پیچیہ وطنی کا دورہ کیا۔ انہوں نے مختلف مقامات پر طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم نوجوان لِلّٰہِ الْاَمْرُ کے جھنڈے تلے متحد ہو کر اسلام کی انقلابی جدوجہد کو تیز تر کردیں

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

بحضور مفتی محمود مدظلہ

پشتو

پر میدان باندی زمری او پہلوان دی
پہ مسجد کی لوی عالم او خطبہ خوان دی
پہ ماحول دخانقاہ کی پیرِ کامل دی
فراست لری قومی سیاست دان دی
حل دہری مسئلے کوی مفتی دی
الفاظ سم یائی قاری هم دقران دی
پہ خطہ وصحافت کی لوی ادیب دی
پر اسٹیج پورخ مقرر شعلہ بیان دی
دآدابُ خیال ساقی پہ ہر مجلس کی
پہ لباس قلندری پہ خیال سلطان دی
پہ فارسی وعربی کی منبہ ماہر دی
پښتو ځکہ وے ہغہ ئے خپل زبان دی
د اُردو تہ ئی لوی حیثیت ورکم !
داسی نہ چہ لہ انگلش تخنہ ناتوان دی
طالبان چہ بلبلان غوندی پرگرزی
معلو میژی چہ دعلم گلستان دی
صرف یو پہ پاکستان کی مشہور ندی !
پہ مسلم مملکتو کے نام روبنیان دی

سخی داد بے نوا

ترجمہ

میدانِ سیاست میں ہے تُو شیر و شناور
اور عالمِ بے مثل ہے تو بر سرِ منبر
تو صوفی و صافی ہے تو رہبرِ کامل !
ہے قومی سیاست میں فراست تری برتر
حل تونے مسائل کیے اے مُفتیِ اعظم
کیا قاریِ قرآن ہو تجھ سے کوئی بہتر؟
شہرہ ہے صحافت کا تری تیرے ادب کا
تقریر تری جیسے برستے ہوں جواہر
ہر مجلس و محفل میں ہے تو پیکرِ آداب
پرواز تری شاہوں سے آگے ہے اے قلندر
عربی ہو کہ ہو فارسی، تُو ماہرِ کامل !
پشتو کی تو کیا بات ہے پشتو تجھے ازبر
اُردو کو تو بخشی ہے بہت تونے بلندی
انگلش سے بھی واقف ہے تو اے وقت کے بوذر
مانندِ عنادل ہیں فدا تجھ پہ طلبا
تو علم کا لگتا ہے گلستان سراسر
شہرہ ہی نہیں تیرا فقط اپنے وطن میں
روشن ہے ترا نام بہت ملک سے باہر

اکرام القادری

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا